اِنّا مِنَ المُجرمینَ منتقمُون

۱۹۰۶ء

ثبوت شہادت

۱۳۲۴ھ

نبوی صلعم

مؤلفہ

عالیجناب فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی السید
محمد ہارون صاحب قبلہ مولوی فاضل و ممتاز الافاضل

در مطبع یوسفی دہلی طبع شد

اشرف علی لاہوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولہ الحمد

تاریخی دنیا میں اگر کوئی واقعہ سب سے زیادہ مہتم بالشان اور کوئی حادثہ عظیمہ جس سے تقریباً تمام دنیا کے مذاہب کو کچھ نہ کچھ تعلق ہو اور جسکے سچے ہونے پر آسمان کے اوپر کے فرشتے اور زمین کے نیچے کے ساکن، مشرق و مغرب کے باشندے جنوب و شمال کے رہنے والے شہادت دے رہے ہوں تو وہ صرف شہادت امام مظلوم سبط رسول حسین بن علی علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ اس عظیم الشان واقعہ کو جسقدر اسلامی دنیا میں عظمت حاصل ہوئی اور جس سے ہر چھوٹے بڑے عالم۔ جاہل۔ زن و مرد پر ایسا اثر پڑا کہ آج تک انکی آنکھیں خون کے آنسو رو رہی ہیں اور اس مصیبت کو یاد کرکے جو حسینؑ مظلوم روحی لہ الفدا پر یزید اور ابن زیاد کے فرستادہ لشکر کے ہاتھوں سے پڑی جس لشکر کے سپہ سالار حضرت سعد بن وقاص صحابی رسول کے صاحبزادے "عمر بن سعد" تھے۔ سنہ ۶۱ ہجری سے اسوقت تک کہ سنہ ۱۳۲۲ ہجری ہے مسلمانوں کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہیں اگرچہ دنیا میں اور بھی بہت سے واقعات حادث ہوتے رہے ہیں اور زمانہ کی گردش کے ساتھ ساتھ ہوتے رہینگے۔ لیکن کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوا جس سے تیرہ سو برس تک انسانوں کے دلوں کو تاثر ہوا ہو۔ بہت سے بہت اگر کسی واقعہ کا اثر باقی رہ سکتا ہے تو دس

بلیں سو پچاس برس تک کہ تیرہ سو برس تک اسکا اثر باقی رہے اور پھر بھی اسطرح کہ گویا کل کا واقعہ ہے۔ اللہ اکبر۔

اس واقعہ کے متعلق مرزا حیرت صاحب اڈیٹر کرزن گزٹ کا انکار اسقدر تعجب خیز ہے کہ کبھی تو انتہائے تعجب سے ہنسی آجاتی ہے اور کبھی آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ جس واقعے سے ہنود تک انکار نہیں کر سکتے عیسائی تک چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ یہود و مجوس تک متاثر ہوتے ہیں اور ہزاروں ایسے متاثر ہو چکے ہیں۔ ایک مسلمان آدمی مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا اور مسلمان ہی کی گود میں پلا اور صغر سن سے اس سن تک رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے پاک دین اسلام میں ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیونکر انکار کرنے پر جرأت کرتا ہے جبکہ وہ سچی کتابوں میں اس واقعہ کی تصدیق رسول کی زبانی معلوم کر چکا ہے۔

مرزا حیرت صاحب کا یہ انکار چھ سات باتوں پر مبنی ہے۔ جسے میں ذیل میں لکھتا ہوں۔

(۱) جس کسی کتاب حدیث میں مثل صحاح ستہ وغیرہ کے یہ واقعہ مندرج ہے وہ بالکل غلط ہے۔

(۲) جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس واقعہ کے متعلق پیشینگوئی نہیں کی۔

(۳) شیعی کتب احادیث میں اس واقعہ کے متعلق جہانتک بیان کیا گیا ہے محض مصنوعی ہے۔

(۴) اُن احادیث سے جو فضائل امام حسین علیہ السلام میں صحاح ستہ وغیرہ کتب اہل سنت میں یا بحار الانوار وغیرہ کتب شیعہ میں مروی ہیں مرزا صاحب کو سخت استنکاف اور نفرت ہے اور چونکہ وہ فضائل معاذ اللہ جھوٹے ہیں اسلئے

جو واقعہ اُن کتابوں میں مذکور ہے وہ جھوٹا ہے۔

(۵) کتب سیر و تاریخ میں خواہ وہ سنہ ۶۱ ہجری کے بعد قریب زمانہ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام میں تصنیف ہوئیں یا اسکے اور بعد کسی شیعی مصنف نے لکھیں یا سنی مصنف نے۔ جو کچھ اس واقعہ کے متعلق لکھا گیا ہے غلط محض ہے۔

(۶) امام حسین علیہ السلام کی خاص شہادت کے متعلق جو کتابیں سنہ ۶۱ ہجری سے اسوقت تک تصنیف ہوئیں اور جنکو مقتل کے نام سے تعبیر کرتے ہیں مثلاً مقتل ابو مخنف لوط بن یحییٰ مقتل ابو اسحاق اسفرائنی مقتل ابو الفرج اصفہانی اور مقتل گبن صاحب وغیرہ جو انگریزی زبان میں لکھا گیا ہے اور ایسے ہی ایسے شاید پانچسو مقتل جو اسوقت تک دنیا میں موجود ہیں قلمی اور چھپے ہوئے۔ خواہ وہ شیعی مصنف کے ہوں یا سنی مصنف کے وہ سب غلط ہیں من اولہا الی آخرہ اور انکی وقعت مرزا حیرت صاحب ایڈیٹر کرزن گزٹ کے نزدیک چڑا چڑیا کی کہانی اور امیر حمزہ کی داستان اور بوستان خیال وغیرہ قصوں سے زیادہ نہیں ہے۔

(۷) مرزا حیرت صاحب نے شیعوں کی کتابوں میں بھی ایسا پایا ہے کہ امام حسین علیہ السلام شہید نہیں ہوئے۔

ان تمام مذکورہ بالا امور نے مرزا حیرت صاحب کو مجبور کیا ہے کہ وہ شہادت مظلوم کربلا امام حسین علیہ السلام سے انکار کر دیں۔ اور اسی وجہ سے اُنہوں نے اپنے اخبار کرزن گزٹ کے ذریعہ سے چاہا ہے کہ عام مسلمان جو اس واقعہ کو سچا سمجھ رہے ہیں سخت غلطی پر ہیں ان کو ہدایت کر کے بتائیں کہ اب آیندہ تم لوگ سے سچا نہ سمجھو کیونکہ یہ انکار انکی گہری تحقیق کا نتیجہ ہے۔

اس وقت تک جو پرچہ اخبار مرزا حیرت صاحب کا مجھ تک پہنچا ہے اس سے

انہیں سات خیالات کا جو اوپر بیان ہوئے حال معلوم ہوتا ہے جو اُن کے انکار کے وجوہ ہیں۔

میں اسموقع پر صرف اسقدر دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی واقعہ جو اپنی زندگی کے زمانے سے پہلے ہو چکا ہو اسکے دریافت کرنیکے اور اسکے واقعی حالات معلوم کرنیکے کیا کیا ذریعے ہوسکتے ہیں۔

میں یقین کرتا ہوں کہ دنیا کے تمام عقلا بھی جمع ہوکر اس سوال کا جواب سوائے اسکے اور کچھ نہیں دیسکتے کہ **تاریخ کی کتابیں۔ اس شخص کی لائف** جسکے متعلق وہ واقعہ ہے **اس واقعہ** کا اُسوقت سے اسوقت تک بتواتر مشہور ہونا اور **اُس واقعہ** کے جو کچھ آثار صفحہ ہستی پر موجود ہوں اُن سے اس واقعہ کا نتیجہ نکالنا یہی اس واقعے کے ثبوت کا ذریعہ ہوسکتے ہیں اور اگر اس واقعہ کو رسول یا اہل بیت رسول سے کوئی تعلق ہے تو اسکی صحت کا معیار رسول خدا اور انکے اہلبیت کی **حدیثیں** ہونگی جو کتب اخبار و احادیث میں مندرج ہیں۔ اگر ان ذرایع کو مقبول نہ کیا جائے تو دنیا میں اول خلقت سے اسوقت تک جتنے واقعات گزرے ہیں کسی کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔ اگر تاریخ کی کتابوں کو صحیح نہ سمجھا جائے تو اگلے تمام واقعات چڑا چڑیا کی کہانی کہے جانیکے قابل ہونگے جو ان کتابوں میں مندرج ہیں۔ اور پھر اُن کتابوں کا ہم میں موجود ہونا بالکل بے ضرورت سمجھا جائیگا کیونکہ اس صورت میں وہ گویا ہمیں بد اخلاقی سکھاتی ہیں۔ لہذا بجائے اسکے کہ اُن کتابوں کا مطالعہ کیا جائے انکو جلا دینا ہی مناسب ہوگا۔ اور نیز وہ مورخین جنہوں نے ان واقعات کو ان تاریخوں میں درج کیا ہے بجائے اسکے کہ انکا شکریہ ادا کیا جائے ان پر لعنت کرنی چاہیے کیونکہ اُنہوں نے گویا جھوٹے جھوٹے واقعات لکھکر ہمکو بہکایا ہے۔ حالانکہ اسوقت اور اسوقت سے پہلے جتنے عاقل اور سمجھدار لوگ گذرے یا موجود ہیں سوائے **مرزا حیرت صاحب** کے

سب کا عملدرآمد انہیں تاریخی کتابوں پر ہے اور وہ انہیں تاریخوں سے گذشتہ واقعات کا پتہ لگاتے ہیں اور انہیں تاریخوں سے اگلوں کے حالات معلوم کرتے اور اُنکی تصدیق کرتے ہیں۔ اگر ان سب لوگوں کے خیالات ایسے ہی ہوں جیسے مرزا حیرت صاحب کا خیال ہے تو وہ کیوں تاریخوں کو دیکھیں اور کیوں اُن سے نتائج پیدا کریں اور کیوں کسی واقعہ کے بیان پر اُن تاریخوں سے استدلال کریں حالانکہ ایسا کرتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ کسی گذشتہ واقعہ کا دریافت کرنا بغیر تاریخ کی کتابوں کے معتبر مانے ہوئے ممکن نہیں ہے باقی رہے جزوی اختلافات جو باہم تاریخوں میں ہوتے ہیں وہ اُس اصل واقعہ کے سچے ہونے پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتے۔ اگر یہی رائے قائم کرلی جائے کہ چونکہ کتب تواریخ میں اختلافات ہیں اسلئے وہ قابلِ سند نہیں ہیں تو یہ کہنا پڑیگا کہ جناب نوحؑ کے زمانے کے واقعات۔ جناب عیسیٰؑ کے زمانہ کے واقعات جناب ختمی مرتبتؐ کے زمانہ کے واقعات۔ خلافت حضرت ابوبکر کے زمانہ کے واقعات خلافت حضرت عمر کے زمانہ کے واقعات۔ خلافت حضرت عثمان کے زمانہ کے واقعات اور انکے بعد جو بادشاہ ہوئے ان کے واقعات کے بیان میں چونکہ تاریخوں میں اختلاف ہے لہذا اُنمیں سے کوئی واقعہ صحیح نہیں۔ ایسے کوتاہ خیال آدمی کو بیشک اس بات کے کہنے کا استحقاق ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہی نہیں ہوئے یا انکے زمانہ میں غزوات اور سریات واقع ہی نہیں ہوئے۔ یا خلافت خلفا ایک جعلی بیان ہے۔ یا محمود غزنوی دنیا میں کوئی شخص ہی نہ تھا یا یہ کہ تھا تو مگر اسکے زمانہ کے جو واقعات کتب تواریخ میں مندرج ہیں وہ بالکل غلط ہیں یا اکبر بادشاہ کے زمانہ سے لیکر غدر تک کے واقعات بالکل چڑا اور چڑیا کی کہانیاں ہیں یا مثلاً ۱۸۵۷ء کا غدر ہوا ہی نہیں اور دلی کبھی لٹی ہی نہیں کیونکہ ان تمام مذکورہ بالا واقعات کے بیان میں مورخین کے بیانات مختلف ہیں جب کوئی شخص کسی ایک زمانہ کے حالات

دریافت کرنیکے لئے دو تین تاریخیں دیکھیگا ضرور اختلاف بیان پائیگا۔ لہذا اسکو اصل واقعہ سے انکار کرنا چاہیئے جیسا کہ مرزا حیرت صاحب نے امام حسین علیہ السلام کے عظیم الشان واقعہ شہادت سے مطلقاً انکار کیا ہے۔ کیونکہ سینکڑوں تاریخوں اور مقاتل میں جو اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے کچھ نہ کچھ ضرور اختلاف ہے لہذا اصل واقعہ شہادت ہی نہیں ہوا۔

ہر شخص کی زندگی اور موت کے حالات عموماً اسکی مستقل لائف سے یا ان کتابوں سے جنمیں اسکا تذکرہ ہے معلوم کیا جاتا ہے اور اسے ہر عاقل آدمی تسلیم کرتا ہے اگر اسکی لائف کی کتاب اچھی طرح معتبر نہ سمجھی جائے جیسے مرزا حیرت صاحب کا خیال ہے تو چلیئے آیندہ دریافت حالات کا رستہ ہی بند ہوگیا۔ لیجئے محمود غزنوی کوئی شخص ہی نہ تھا۔ اور اسکی زندگی کے حالات جو کچھ بیان کئے گئے ہیں سب غلط بیان کئے گئے ہیں۔ فرضی قصتے اور فرضی نام پر مصنفین نے کتابیں لکھی ہیں۔ کتابیں کیا ہوئیں گویا مرزا حیرت صاحب کے تصنیف کردہ ناول ہوئے کہ جنمیں کوئی بات ہی صحیح نہیں سوائے ذہنی اور جھوٹے قصوں کے۔ جیسے آپنے شیطان کی سوانحعمری لکھی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب اگر بالفرض اسوقت میں انکار کردوں کہ دلی میں غدر نہیں ہوا۔ دلی لٹی نہیں بہادر شاہ گرفتار نہیں ہوئے۔ یہ قلعہ جو سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے وہ شاہجہان کا بنوایا ہوا نہیں ہے۔ جہانگیر شاہ ایک فرضی نام ہے۔ عالمگیر ایک ناول کے ہیرو کا نام ہے تو کون آج دنیا میں ایسا ہے جو میرے لئے ذمہ داری کر سکتا ہے کہ ان تمام واقعات کو ثابت کردے اور اگر مرزا حیرت صاحب ان تمام واقعات میں سے ایک کو بھی ثابت کر دیں تو میں انکے تمام دعاوی کا نہایت خوشی سے خیر مقدم کرونگا جنہیں وہ شایع کریں لیکن جسطرح وہ تاریخ کے بیانات کے بموجب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعہ کو ثابت نہیں کرسکے جسکے سبب سے انکو اس سے بظاہر انکار ہوا۔ اسی طرح

وہ مذکورہ بالا واقعات کو بھی ثابت نہیں کر سکتے۔

اور اگر کتب سیر سے انکار کیا جائے تو بھی یہی بات پیدا ہوگی کہ کسی ایسے شخص کے حالات جو اُنمیں مذکور ہیں قابل اعتماد نہ رہینگے۔ سیرۃ ابن ہشام پہلے ہی تسریف لیجائیگی۔ مدارج النبوۃ اس سے پہلے خیرباد کہیگی۔ معارج النبوۃ بالکل باد رہوا ہوجائیگی۔ ازالۃ الخفا بالکل پردۂ خفامیں روپوش ہوجائیگی اور خود آپ نے جو خلافتِ شیخین اور سیرۃ الرسول تالیف فرمائی ہے وہ کب قابل اعتماد رہیگی وہ تو سب سے پہلے جھوٹی سمجھی جانیکے قابل ہوگی۔ کیونکہ سیرۃ کی کتاب ہے۔ اور اگر کوئی شخص اسوقت اٹھ کھڑا ہو اور مرزا صاحب سے پوچھے کہ آپنے جو کچھ خلافت شیخین میں مندرج کیا ہے وہ کہانتک صحیح ہے اور آپکو کیونکر اسکی صحت معلوم ہوئی جو تیرہ سو (۱۳۰۰) برس بعد اب شیخین کی سیرت لکھنے بیٹھے اور میں تو اسے بالکل چڑا اور چڑیا کی کہانی اور امیر حمزہ کی داستان اور بوستان خیال کا افسانہ اور عمر عیار کی زنبیل سمجھتا ہوں تو بھلا مرزا صاحب اسکا کیا جواب دیسکتے ہیں جو کچھ اس سوال کا جواب مرزا صاحب دینگے وہی ایک مسلمان آدمی کا جواب شہادت امام حسین علیہ السلام کی بابت ہوگا۔

اگر کتب احادیث کے بیانات کو معتبر نہ سمجھا جائے تو آجتک علماء نے جو کچھ اُن کے ذریعے سے کام لیا ہے اور جو انکے مذہب کے ثبوت اور اسکے احکام کے دریافت کا آلہ ہے بالکل لغو اور مہمل ہوجائیگا۔ مرزا حیرت صاحب اگر صحاح ستہ کی روایات کو اکاذیب باطلہ میں سے سمجھتے ہیں تو آیندہ اُنکو ہرگز اس بات کا استحقاق باقی نہیں ہے کہ وہ کسی معاملہ کی نسبت کوئی حدیث ان کتابوں سے پیش کریں کیونکہ کیا تو وہ موضوع ہونگی اور یا ضعیف حسن کا درجہ تو انکو نصیب ہی نہوگا اور اگر ہوگا بھی تو اس معاملہ کی نسبت جسکی بابت وہ اُس حدیث کو پیش کر رہے ہیں کوئی روشنی نہیں پڑتی ہوگی۔ دنیا میں اسوقت کوئی ایسا مسلمان نہیں سوائے مرزا حیرت کے جو اس بات کے

کہنے کی جرأت پیدا کر سکے کہ صحاح ستہ کی حدیثیں قابل اعتماد و وثوق نہیں کیونکہ کیا تو وہ موضوع ہیں یا ضعیف خصوصاً صحیح بخاری کی حدیث جو بعد کتاب باری مانی گئی ہے۔ معاذ اللہ یہ خیال تو مرزا حیرت ہی کا ہو سکتا ہے۔ کوئی دوسرا مسلمان تو اسے تسلیم نہیں کریگا۔

علی ہذا القیاس اگر تواتر کو نہ ماناجائے تو آج دنیا میں کوئی گذشتہ واقعہ دس ہی برس کا کیوں نہ ہو تسلیم نہیں ہو سکتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مرزا صاحب عام طور پر کسی اخبار انگریزی یا اردو کے بیان کردہ واقعات کو تو بلا رد و قدح مان لیتے اور اسکو نہایت وثوق کیساتھ اپنے کرزن گزٹ میں شایع کرتے ہیں اور انکا دل بالکل اس سے انکار نہیں کرتا اور نہ اُس پر نوٹس لیتے ہیں لیکن امام حسینؑ کی شہادت کا واقعہ ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں آدمیوں کے بیان سے بھی جو ۶۱ھ ہجری سے اسوقت ۱۳۲۴ھ ہجری تک کہتے چلے آتے ہیں ثابت نہیں ہو سکتا مرزا حیرت صاحب توبہ کرو توبہ خدا سے ڈرو اس سے تمہیں کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا سوائے اسکے کہ تم سیدھے سادے مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال رہے ہو جسکا وبال بہت سخت ہے۔ خدا جانتا ہے مرزا حیرت صاحب تم بہت دنوں دنیا میں رہوگے بہت سے بہت دس بیس برس زندہ رہو گے۔ مگر اسکے بعد جس عالم میں جاؤ گے اسمیں ابد الآباد تمکو رہنا ہے اور ابھی خدا کو منہ دکھانا ہے۔ سوچو تو سہی کیا منہ دکھاؤ گے خدا کی قسم مرزا صاحب! مجکو یقین ہے کہ آپکے دل کو بھی شہادت امام حسین علیہ السلام کا ویسا ہی یقین ہے جیسا میرے دل کو اور تمام مسلمانوں۔ ہندؤں۔ عیسائیوں۔ پارسیوں اور یہودیوں کے دلونکو لیکن آپ صرف بغض للّہی اور اپنی شہرت کیواسطے اس سے انکار کر رہے ہیں اور واللہ باللہ آپ اس آیت کے مصداق ہیں جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلماً وعلواً جسکا حاصل یہ ہے کہ محض ظلم اور

تکبر کیوجہ سے انکار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ دل اُسکی سچائی کی گواہی دے رہے ہیں خلاصہ یہ کہ کوئی باعقل آدمی عموماً تواریخ سیر اور احادیث کی کتابوں سے چشم پوشی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس بنا پر معلومات کے تمام دروازے بند ہوجائینگے اور کوئی شخص کسی معاملہ میں کسی کتاب کو سند میں پیش نہیں کرسکیگا لہٰذا ضروری ہے کہ انکو مانا جائے اور انکے بیان کیمطابق عملدرآمد کیا جائے البتہ اتنا ضروری ہے کہ پہلے یہ جانچ لیا جائے کہ وہ تاریخ یا سیرت یا کتاب صحیح کسکی تصنیف سے ہے آیا وہ شخص قابل اعتبار تھا یا نہیں اگر قابل اعتبار ہو تو کوئی وجہ اسکی کتاب کے رد کرنے کی نہیں ہے۔

آج دنیا میں مستند سے مستند کتاب احادیث میں صحاح ستہ ہیں اور اُن کے بعد مسانید مثل مسند احمد بن حنبل وغیرہ کے۔ اور تاریخوں میں مستند کتاب تاریخ ابن اثیر تاریخ ابن خلکان۔ تاریخ اعثم کوفی۔ تاریخ الخلفا علامہ سیوطی۔ روضۃ الصفا روضۃ الاحباب حبیب السیر۔ تاریخ طبری وغیرہ ہیں اور سیر میں بھی بیشمار کتابیں چھپی ہیں جیسے قاضی عیاض۔ صواعق محرقہ وغیرہ۔

اگر یہ کتابیں مستند ہیں اور دنیا انہیں مانتی چلی آئی ہے اور اب بھی انہیں صحیح سمجھتے ہیں تو انمیں سے کوئی کتاب ایسی نہیں جسمیں اس واقعہ کا ذکر نہو۔

میری بحث اصل واقعہ سے ہے اُن جزئی حالات سے نہیں ہے جنمیں کسیقدر اختلاف بیان ہے اور اصل واقعہ کا ثبوت بطور اکمل ان تمام کتابوں میں مذکور ہے۔ پہلے میرا بیان صحاح ستہ سے شروع ہوتا ہے۔

صحیح بخاری جزو دوم صفحہ ۲۴۷ مطبوعہ مصر

حدثنی محمد بن الحسین بن ابراهیم قال حدثنی حسین بن محمد حدثنا جریر عن محمد عن انس بن مالك رضی الله عنه اتی عبید الله بن زیاد برأس

الحسین بن علیؓ فجعل فی طست فجعل ینکت وقال فی حسنہ شیئا فقال انس کان اشبھھم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وکان مخضوبا بالوسمۃ

ترجمہ مجھسے بیان کیا محمد بن حسین بن ابراہیم نے۔ اس نے کہا مجھ سے بیان کیا حسین بن محمد نے اُس نے کہا ہم سے بیان کیا جریر نے محمد سے اسنے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حسینؑ بن علیؑ کا سر لایا گیا پس وہ ایک طشت میں رکھا گیا تو وہ (عبید اللہ بن زیاد) اس (سر) کو لکڑی سے کوچنے لگا اور انکے حسن کی بابت کچھ کہنے لگا۔ تو انس نے کہا یہ (حسینؑ بن علیؑ) رسول اللہ سے بہت مشابہ تھے اور وہ (سر) وسمہ سے رنگین تھا۔

کیوں صاحبان انصاف و عقل۔ اگر امام حسین علیہ السلام شہید نہیں ہوئے تو یہ کسکا سر تھا جو ملعون ابن زیاد کے سامنے طشت میں رکھا گیا۔ اور جسے وہ شقی چھڑی سے چھیڑتا جاتا تھا۔ اور جو انس بن مالک صحابی رسولخدا کو ناگوار گذرا اور کہا کہ اے ابن زیاد یہ تو رسولخدا سے بہت مشابہ تھے۔ انس بن مالک سے زیادہ شناسا حسینؑ مظلوم کا کون تھا۔ کیا انکی شہادت اس واقعہ کی نسبت قابل وثوق نہیں اور کیا امام بخاری صاحب کا اس روایت کو اپنی کتاب صحیح میں درج کرنا اعتبار کے لائق نہیں اور کیا **امام بخاری صاحب** باوجود اس واقعہ شہادت کے بے اصل ہونے کے ایسے اس سے غافل تھے کہ سنی سنائی باتوں پر اکتفا کی۔ ہرگز نہیں۔ امام بخاری بڑی جلالت کے آدمی تھے جنکی نسبت بڑے بڑے علمائے اہل سنت والجماعت نے تحریر فرمایا ہے کہ انکو روایات کی تحریر میں اتنا اہتمام تھا کہ شاید وہ ہر روایت کے نقل کرنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور جبتک کوئی روایت قابل وثوق نہ ہوتی تھی اپنی کتاب میں درج نہ کرتے تھے اور جسکی بابت ملا محمد طاہر گجراتی نے مجمع البحار میں لکھا ہے کہ اسے نوّے ہزار (۹۰۰۰۰) عالموں نے سنا اور کسی نے

اسکی غلطی نہیں نکالی۔

صحیح بخاری صفحہ ۵۳۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی باب مناقب حسنؑ و حسینؑ

حدثنا محمد بن بشار ثنا غندر حدثنا شعبة عن محمد بن ابی یعقوب
سمعت ابن ابی نعم سمعت عبد الله بن عمر وسأله رجل عن المحرم قال
شعبة احسبه یقتل الذباب فقال اهل العراق یسألون عن قتل
الذباب وقد قتلوا ابن بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال النبی
صلی الله علیه وسلم هما ریحانتای من الدنیا

ہمسے حدیث بیان کی محمد بن بشار نے۔ وہ کہتا ہے ہمسے بیان کیا غندر نے (وہ کہتا ہے) ہمسے بیان کیا شعبہ نے۔ اس نے محمد بن ابی یعقوب سے کہ میں نے سنا ابن ابی نعم سے (وہ کہتا ہے) میں نے سنا **عبد اللہ ابن عمر** سے درحالیکہ اُسنے ایک شخص نے مُحرم (جس نے حج کا احرام باندھا ہو) کی بابت سوال کیا۔ شعبہ کہتا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ وہ مکھی کو مارتا ہے۔ پس کہا ابن عمر نے عراق (کوفہ و بصرہ وغیرہ) والے مکھی کے مارنے کی بابت سوال کرتے ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں نے نبیؐ کے نواسے کو قتل کر ڈالا باوجودیکہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا ہے یہ دونو (حسنؑ اور حسینؑ) دنیا کے میرے دو پھول ہیں

صحیح بخاری چوتھا جزو مطبوعہ مصر صفحہ ۴۲

حدثنا موسی بن اسمعیل حدثنا مهدی حدثنا ابن ابی یعقوب عن ابن
ابی نعم قال کنت شاهدا لابن عمر وسأله رجل عن دم البعوض فقال ممن
انت فقال من اهل العراق قال انظروا الی هذا یسألنی عن دم البعوض
وقد قتلوا ابن النبی صلی الله علیه وسلم وسمعت النبی صلی الله علیه وسلم
یقول هما ریحانتای من الدنیا

ترجمہ۔ حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ بن اسمٰعیل نے (اسنے کہا) حدیث بیان کی ہمسے

نہدی نے (اس نے کہا) بیان کیا ہمسے ابن ابی یعقوب نے ابن ابی نعم سے اُس نے کہا
میں ابن عمر کے سامنے موجود تھا کہ ایک شخص نے اُنسے مچھر کے خون کی بابت مسئلہ
دریافت کیا (یعنی مچھر کے مارنیکا کیا کفارہ ہے) پس کہا (ابن عمر نے) تو کون لوگوں میں سے
ہے کہا اُسنے اہل عراق سے کہا ابن عمر نے دیکھو اس شخص کو کہ مجھسے مچھر کے خون کا
مسئلہ پوچھتا ہے حالانکہ انہیں لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو قتل کیا حالانکہ
مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہتے تھے کہ یہ دونوں (حسنؑ و حسینؑ) دنیا کے
میرے دو پھول ہیں۔

حاشیہ صحیح بخاری صفحہ ۵۳۰ جزو ۱۴ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

وکان مولد الحسین فی شعبان سنة اربع فی قول الاکثر وقیل سنة
ثلاث وقتل یوم عاشوراء سنة احدی وستین بکربلاء من ارض
العراق کذا فی الفتح والاستیعاب ترجمہ (امام حسین علیہ السلام کی شعبان
سنہ ۴ ہجری میں ولادت ہوئی جیسا کہ اکثروں نے کہا ہے اور بعض نے کہا سنہ ۳ ہجری
میں اور آپ قتل کئے گئے عاشورے کے دن ۶۱ ہجری میں کربلا میں جو عراق کی زمین
ہے ایسا ہی فتح الباری اور کتاب استیعاب مصنفہ ابن عبد البر میں لکھا ہے۔

ترمذی شریف مطبوعہ مطبع نولکشور جلد دوم صفحہ ۵۸۶

حدثنا عقبة بن مکرم البصری العمی نا وهب بن جریر بن حازم نا
ابی عن محمد بن ابی یعقوب عن عبد الرحمان بن ابی نعم ان رجلا
من اهل العراق سال ابن عمر عن دم البعوض یصیب الثوب فقال ابن
عمر انظروا الی هذا یسال عن دم البعوض وقد قتلوا ابن رسول الله
صلی الله علیه وسلم وسمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان
الحسن والحسین هما ریحانتای من الدنیا هذا حدیث

صحیح وقد رواہ شعبة عن محمد بن ابی یعقوب وقد روی ابوھریرة
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو ھذا الخ

ترجمہ حدیث کی ہمسے عقبہ بن مکرم بصری نابینا نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
وہب بن جریر بن حازم نے کہا حدیث کی مجھسے میرے باپ نے محمد بن ابی یعقوب سے
اس نے عبد الرحمن بن ابی نعم سے کہ ایکمرد نے اہل عراق سے ابن عمر سے مچھر کے
خون کی بابت جو کپڑے کو لگجائے سوال کیا پس کہا ابن عمر نے اسکی طرف خیال کرو
کہ مچھر کے خون سے سوال کرتا ہے۔ حالانکہ انہوں نے رسول خدا کے بیٹے کو قتل
کر ڈالا ہے اور مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ حسنؑ
اور حسینؑ دنیا سے میرا نصیب ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اس کو شعبہ
نے محمد بن یعقوب سے اور روایت کی ابوہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل
اسکے اور ابن ابی نعم وہ عبد الرحمن بن ابی نعم بجلی ہے۔

ایضاً ترمذی شریف صفحہ ۵۰۶

حدثنا ابو سعید الاشج نا ابو خالد الاحمر نا رزین قال حدثتنی سلمی
قال دخلت علی ام سلمة وھی تبکی فقلت ما یبکیك قال رایت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعنی فی المنام وعلی راسه ولحیته التراب
فقلت مالك یارسول اللہ قال شھدت قتل الحسین آنفا

ترجمہ۔ حدیث کی ہمسے ابو سعید اشج نے کہا حدیث کی ہمسے ابو خالد احمر نے کہا حدیث
کی ہمسے رزین نے کہا حدیث کی مجھسے سلمی نے کہا اسنے میں ام سلمہ پر داخل ہوئی
اسحالت میں کہ وہ رو رہی تھی سو مینے کہا کہ کس چیز نے تجھے رُلایا ہے کہا اُس نے
مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس حالت میں کہ آپکے سر اور
ریش مبارک پر مٹی ہے پس مینے کہا آپ کو کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا

ہیں اب حسینؑ کے قتل پر حاضر ہوا تھا۔

ترمذی شریف صفحہ ۵۸۷

حدثنا خلاد بن اسلم البغدادی نا النضر بن شمیل نا ھشام بن حسان عن حفصۃ بن سیرین قالت ثنی انس بن مالک قال کنت عند ابن زیاد فجیئ براس الحسین فجعل یقول بقضیب فی انفہ و یقول ما رایت مثل ھذا حسنا لم یذکر قال قلت اما انہ کان من اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا حدیث حسن صحیح غریب

ترجمہ حدیث کی ہمسے خلاد بن اسلم بغدادی نے کہا حدیث کی ہمسے نضر بن شمیل نے کہا حدیث کی ہمسے ہشام بن حسان نے حفصہ بنت سیرین سے کہا اس نے حدیث کی مجھسے انس بن مالک نے کہا اُس نے میں ابن زیاد کے پاس تھا۔ سو اسکے پاس امام حسینؑ کا سر مبارک لایا گیا سو وہ ایک چھڑی کیساتھ امام حسینؑ کی ناک میں اشارت کرنے لگا۔ اور کہتا تھا میں نے اس جیسا تو کوئی حسین نہیں دیکھا کیوں اسکا ذکر کیا جاتا ہے کہا اُس نے میں نے کہا بہرحال یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے (ترجمہ بعض اہل سنت)

ترمذی شریف صفحہ ۵۸۷

حدثنا واصل بن عبد الاعلی نا ابو معٰویۃ عن الاعمش عن عمارۃ بن عمیر قال لما جیئ براس عبید اللہ بن زیاد واصحابہ نضدت فی المسجد فی الرحبۃ فانتھیت الیھم وھم یقولون قد جاءت قد جاءت فاذا حیۃ قد جاءت تخلل الرءوس حتی دخلت فی منخری عبید اللہ ابن زیاد فمکثت ھنیئۃ ثم خرجت فذھبت ثم قالوا قد جاءت قد جاءت ففعلت ذلک مرتین او ثلاثا ھذا حدیث حسن صحیح

ترجمہ حدیث کی ہمسے واصل بن عبدالاعلی نے کہا حدیث کی ہمسے ابو معاویہ نے
اعمش سے اُسنے عمارہ بن عمیر سے کہا اسنے جب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے
دوستوں کے سر لائے گئے تو مسجد کے میدان میں ایکدوسرے پر رکھتے گئے اور میں
اُنکے پاس اسحالت میں کہ لوگ کہہ رہے تھے۔ وہ آگیا وہ آگیا دیکھا تو سانپ
سروں کے درمیان داخل ہوگیا حتیٰ کہ عبیداللہ بن زیاد کے نتھوں میں داخل ہوگیا۔
اور تھوڑی سی دیر ٹھہر کر پھر نکلا۔ اور چلا گیا یہانتک (وہ ہماری نظروں سے) غائب
ہوگیا۔ پھر کہنے لگے وہ آگیا وہ آگیا۔ پس اس سانپنے یہ کام دو بار کیا یا تین بار
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نوٹ اگر عبیداللہ بن زیاد نے امام حسین علیہ السلام کے سر سے بے ادبی نہیں
کی تو یہ ظاہری عذاب جو اُسپہ خدائے قہار کیطرف سے نازل کیا گیا کہ ایک سانپ اسکے
نتھنوں کے اندر داخل ہوا۔ پھر نکل کے چلا گیا پھر آیا اور نتھنوں میں داخل ہوا اور پھر
نکل کے چلا گیا۔ اسی طرح تین مرتبہ کس گناہ کا بدلہ تھا۔ کیا امام حسین علیہ السلام
کے شہید کرنیوالے کی یہ سزا نہیں اور بالخصوص صاحب کتاب کو اس روایت کے نقل
کرنیکی اس خاص موقع پر جو باب مناقب حسنین علیہم السلام ہے کیا ضرورت تھی کوئی
صاحب عقل اس بات سے انکار کرسکتا ہے کہ صاحب کتاب کو اس روایت کے
ذکر سے اسموقع پر صرف یہ غرض تھی کہ چونکہ پہلے وہ اس روایت کو لکھ چکے ہیں جو
امام حسین علیہ السلام کے سر کے ساتھ ابن زیاد کی بے ادبی کے متعلق ہے تو اس
ضمن میں اس روایت کو دکھلا دیا۔ کہ دیکھو جو ابن زیاد نے امام حسینؑ کے سر سے
بے ادبی کی اس کا نتیجہ دنیا میں بھی یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اس پر ایک سانپ
کو مسلط کیا اسکے سوا اور اس روایت کا کیا مطلب ہوسکتا ہے۔ انصاف
شرط ہے۔

مشکوۃ شریف صفحہ ۵۰۹ مطبوعہ مطبع نولکشور معہ ترجمہ اشعۃ اللمعات

عن ام الفضل بنت الحارث امرأۃ العباس رضی اللہ عنہا انہا دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقالت یارسول اللہ انی رایت حلما منکرا اللیلۃ قال ماھی قالت رایت کان قطعۃ من جسدک المبارک قطعت و وضعت فی حجری فقال علیہ السلام رایت خیرا تلد فاطمۃ انشاءاللہ غلاما یکون فی حجرک قالت فولدت فاطمہ الحسین فکان فی حجری فارضعتہ بلبن قثم فدخلت یوما علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فوضعتہ فی حجرہ ثم حانت منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھریقان الدموع فقلت یا رسول اللہ بابی انت وامی مالک قال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا فقلت ھذا قال نعم واتانی تربۃ حمراء۔

ترجمہ ام الفضل دختر حارث زوجہ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز وہ رسول خدا کے پاس داخل ہوئیں اور کہا یا رسول اللہ میں نے ایک برا خواب آجکی شب میں دیکھا ہے آپنے فرمایا وہ کیا ہے۔ کہا مینے ایسا دیکھا گویا آپکے بدن مبارک کا ٹکڑا جدا کیا گیا ہے اور میری گود میں رکھدیا گیا ہے آپنے فرمایا تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ انشاءاللہ فاطمہؑ کے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں رہیگا۔ ام الفضل کہتی ہیں کہ فاطمہؑ کے ہاں حسینؑ پیدا ہوئے اور میری گود میں رہے پس مینے انکو قثم کا دودھ پلایا۔ ایکروز میں رسول اللہ کے پاس گئی اور حسینؑ کو انکی گود میں دیدیا پھر کیا دیکھا کہ حضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں مینے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کو کیا ہوا۔ فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے اور خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کریگی۔ مینے کہا اسے فرمایا ہاں اور مجھے سرخ مٹی دی۔

مرزا حیرت صاحب کا یہ بیان ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی نسبت جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کوئی پیشنگوئی نہیں کی یہ انکا محض وہم ہی وہم ہے کیونکہ یہی حدیث مشکوٰۃ شریف کی صاف لفظوں میں پیشنگوئی کی خبر دے رہی ہے اور اسکے علاوہ بھی میں اور بہت سی روایتیں اس امر کے ثبوت میں کہ رسولخدا نے اپنے نواسے کی شہادت پر پیشنگوئی کی ہے پیش کرونگا منجملہ انکے یہ حدیث ہے جو ذیل میں مذکور ہوتی ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل مطبوعہ مصر صفحہ ۸۵ جزو اول

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا محمد بن عبید ثنا شرحبیل بن مدرک عن عبداللہ بن نجی عن ابیہ انہ سار مع علی رضی اللہ عنہ وکان صاحب مطھرتہ فلما حاذی نینوی وھو منطلق الی صفین فنادی علی رضی اللہ عنہ اصبر یا عبداللہ اصبر یا عبداللہ بشط الفرات قلت وماذا قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات یوم و عیناہ تفیضان قلت یا نبی اللہ اغضبک احد ما شان عینیک تفیضان قال بل قام من عندی جبرئیل قبل فحدثنی ان الحسین یقتل بشط الفرات قال فقال ھل لک الی ان اشمک من تربتہ قال قلت نعم فمد یدہ فقبض قبضۃ من تراب فاعطانیھا فلم املک عینی ان فاضتا

ترجمہ ہمسے حدیث بیانکی عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ مجھسے حدیث بیانکی میرے باپ (امام احمد بن محمد بن حنبل) نے انہوں نے کہا کہ ہمسے حدیث بیانکی محمد بن عبید نے انہوں نے کہا کہ ہمسے حدیث بیانکی شرحبیل بن مدرک نے انہوں نے روایت کی اپنے باپ عبیداللہ سے انہوں نے روایتکی اپنے باپ نجی سے کہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کیساتھ سفر کیا اور وہ آپکا سامان طہارت اپنے ساتھ رکھتے تھے پس جب آپ نینوا کے مقابل پہنچے اور حال یہ ہے کہ آپ صفین کیطرف جارہے تھے۔ تو آپنے (یعنی علی رضی اللہ عنہ) نے بلند آواز سے

پکارا اے ابوعبداللہ صبر کرو اے ابوعبداللہ صبر کرو فرات کے کنارے میں نے کہا یہ کیا فرمایا
بیں ایک روز نبی کے پاس حاضر ہوا اور آپکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے میں نے کہا یا نبی خدا کیا
کسی نے آپکو غضبناک کیا کیوں آپ روتے ہیں فرمایا بلکہ میرے پاس سے جبرئیل ابھی اٹھ کر گئے ہیں
مجھ سے بیان کیا کہ حسین فرات کے کنارے قتل کیا جائیگا۔ آپ کہتے ہیں کہ پھر رسول خدا نے فرمایا
کہ میں تمکو اسکی مٹی سونگھاؤں میں نے کہا ہاں بس آپ نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور ایک مٹھی خاک
لی اور مجھے دیا پھر مجھ سے رونا ضبط نہو سکا۔

مسند احمد بن حنبل صفحہ ۲۴۲ مطبوعہ مصر جزو اول

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا عفان ثنا حماد هو ابن سلمۃ نا عمار عن
ابن عباس قال رایت النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فیما یری النائم بنصف
النہار وهو قائم اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیها دم فقلت بابی انت و امی
یارسول اللہ ما هذا قال هذا دم الحسین و اصحابه لم ازل التقطه
منذ الیوم فاحصینا ذلک الیوم فوجدوہ قتل فی ذلک الیوم

ترجمہ۔ ہمسے حدیث بیان کی عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی میرے
باپ امام احمد بن محمد بن حنبل نے انہوں نے کہا کہ ہمسے حدیث بیان کی عفان نے انہوں نے
کہا کہ ہمسے حدیث بیان کی عمار نے انہوں نے کہا روایت کی عبداللہ بن عباس سے کہ انہوں نے
کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا کہ آپ پراگندہ مو اور غبار آلود
چہرہ ایک شیشی جسکے اندر خون ہے ہاتھ میں لئے ہوئے کھڑے ہیں میں نے کہا کہ میرے ماں باپ
آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ یہ کیا چیز ہے آپنے فرمایا کہ یہ حسین اور انکے ساتھیوں کا خون ہے
برابر چنتا رہا عمار کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے اسدن کو شمار کر رکھا۔ اسکے بعد لوگوں کو معلوم ہوا کہ
حسین اسی دن قتل کئے گئے

کیا ان تمام روایتوں کو دیکھکر بھی کوئی عقلمند و دیندار آدمی کہسکتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام

شہید نہیں ہوئے۔ امام احمد بن حنبل جس مرتبہ کے بزرگ جلیل المرتبہ شخص سمجھے جاتے ہیں تمام
دنیا اس سے واقف ہے، اور نیز انکا تبحر علم حدیث میں بھی عالم میں مسلم الثبوت ہے کیا انکی علمی
قابلیت مرزا حیرت صاحب سے کم تھی اور کیا انہوں نے ان روایات کو بے تنقید کیے ہوئے اپنی کتاب
میں درج کر دیا کیا وہ بھی دلی کے میر حسن یا لکھنؤ کے میاں سرور تھے کہ اپنی کتابیں فرضی
قصے لکھا کرتے تھے کیا بلا تشبیہ مسند امام احمد بن حنبل فسانۂ عجائب یا بوستان خیال یا
طلسم ہوشربا ہے جسمیں بے سر و پا واقعات درج کئے گئے ہیں توبہ ہے توبہ مگر مرزا
حیرت صاحب سے کچھ تعجب نہیں وہ تو صحیح بخاری سی کتاب کی بابت کہتے ہیں کہ قابل
سوختنی ہے تو اور کتابوں کی کیا حالت ہوگی۔ مگر میری غرض تو فقط اسقدر ہے کہ تمام
دنیا کے مسلمانوں کو دکھلادوں کہ اس واقعہ شہادت کو نہ صرف شیعی مورخوں
یا محدثوں نے لکھا ہے بلکہ امام بخاری صاحب نے صحیح بخاری میں اور امام
ترمذی نے جامع ترمذی میں اور مؤلف مشکوۃ شریف نے مشکوۃ میں اور امام احمد
بن حنبل نے اپنی مسند میں کئی کئی عنوانات سے درج فرمایا ہے اور یہ سب بزرگوار بہ نسبت
مرزا حیرت صاحب کے امام حسین علیہ السلام سے قریب العہد تھے اور علاوہ اسکے اعلیٰ درجہ
کے ثقہ و عالم و محدث اور محتاط تھے کسی غلط امر کو نقل کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے
پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ خاصکر اسی واقعہ شہادت کو بالخصوص ان تمام صاحبوں
نے غلطی سے اپنے اپنے صحاح و مسانید میں درج کر دیا ہے اگر ایسا خیال کیا جائیگا
تو اسکا اثر بہت دور تک پہنچیگا۔ اور پھر ان کتابوں کی کوئی بات قابل تسلیم نہوگی
اور کیا عجب کہ مرزا حیرت صاحب کا منشا بھی یہی ہو کہ ان تمام کتابوں کو اس
بہانہ سے ناقابل وثوق ٹھیرائیں جس سے اس دنیا میں ایک نئی نیکنامی حاصل
کریں اور عوام کے نزدیک عالم اور نقاد سمجھے جائیں لیکن کوئی مسلمان آدمی تو
اس خیال کو پسند کریگا نہیں بلکہ بجائے اسکے جو کچھ مرزا صاحب کی شان میں گستاخی

کریگا اسے میں اپنی زبان سے کہنا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ میری غرض اس تحریر سے ہدایت ہے، نہ کسی سے بدزبانی کرنا یا ایسی بات کہنی جس سے کسیکا دل دکھے

الغرض یہ تو کتب احادیث صحاح و مسانید کی حدیثیں ہیں جو شہادت امام مظلوم کی تصدیق کر رہی ہیں باقی رہیں اور کتابیں انکے بیانات کو اب آیندہ سنئے۔

صواعق محرقہ ابن حجر مکی

مصنفہ فقیہ محدث شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی مطبوعہ مصر ۱۳۱۲ ہجری صفحہ ۱۱۵ سے صفحہ ۱۱۹ تک شہادت امام حسین علیہ السلام کا تفصیل کیساتھ ذکر ہے اس کتاب میں متعدد حدیثیں پیشینگوئی شہادت کے متعلق اور متعدد حدیثیں نفس شہادت کے متعلق نقل ہوگئی ہیں **علامہ ابن حجر مکی** ایسے معتمد علیہ ہیں کہ علمائے اہل سنت قدیم زمانہ سے اسوقت تک انکی کتاب صواعق محرقہ پر ایمان رکھتے ہیں یہی وہی کتاب ہے جسکے تمام مضامین جلد **صواقع کابلی** میں لے لئے گئے ہیں اور اسی سے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں لیا ہے جو شخص ادنیٰ البصیرت رکھتا ہے اسکی عقل کی [illegible] نہیں بیشک میرے اس بیان کی پوری پوری تصدیق کریگا۔ حاصل یہ کہ اس کتاب کے صفحہ ۱۱۵ میں لکھا ہے۔ (**الحدیث التاسع والعشرون**)

(۱) اخرجہ ابوداود والحاکم عن ام الفضل بنت الحرث ان النبی قال اتانی جبریل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا یعنی الحسین واتانی جبریل بتربۃ من تربتہ حمراء

ابوداؤد اور حاکم نے ام الفضل دختر حرث سے روایت کی ہے کہ نبی نے کہا میرے پاس جبرئیل آئے پس مجھکو خبر دی کہ میرے اس بیٹے کو میری امت قتل کریگی یعنی حسین کو، اور میرے پاس سرخ مٹی لائے۔

(۲) اخرجہ البغوی فی معجمہ من حدیث انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال استاذن ملک القطر ربہ ان یزورنی فاذن لہ وکان فی یوم ام سلمۃ

فقال رسول اللہ ﷺ یا ام سلمۃ احفظی علینا الباب لا یدخل علینا احد فبینا هی علی الباب اذ دخل الحسین فاقتحم فوثب علی رسول اللہ ﷺ فجعل رسول اللہ ﷺ یلثمہ ویقبلہ فقال لہ الملک اتحبہ قال نعم قال ان امتک ستقتلہ وان شئت اریک المکان الذی یقتل بہ فاراہ فجاء بسہلۃ او تراب احمر فاخذتہ ام سلمۃ فجعلتہ فی ثوبہا قال ثابت کنا نقول انہا کربلاء۔ واخرجہ ایضا ابو حاتم فی صحیحہ وروی احمد نحوہ وروی عبد بن حمید وابن احمد نحوہ ایضا لکن فیہ ان الملک جبریل فان صح فہما واقعتان وزاد الثانی ایضا انہ صلی اللہ علیہ وسلم شمہا وقال ریح کرب وبلاء

بغوی نے اپنے معجم میں انس سے روایت کی ہے کہ رسول نے فرمایا فرشتہ باران نے پروردگار سے اس امر کی اجازت چاہی کہ وہ میری ملاقات کو آئے خدا نے اس کو اجازت دی اور وہ دن ام سلمہ کا تھا تو فرمایا رسول اللہ نے ام سلمہ دروازہ کی حفاظت کرتی رہنا۔ کوئی میرے پاس آنے پاوے اسی درمیان میں کہ ام سلمہ دروازے پر تھیں امام حسین آگئے اور گھر میں داخل ہوئے اور رسول خدا کی گود میں اچک کے آبیٹھے پس رسول اللہ انکو پیار فرمانے لگے۔ تو فرشتہ نے کہا اے رسول کیا آپ انکو دوست رکھتے ہیں فرمایا ہاں۔ کہا آپکی امت انکو عنقریب قتل کریگی۔ اور اگر آپ چاہیں تو وہ جگہ دکھلا دوں جہاں قتل ہونگے۔ پھر وہ جگہ دکھلا دی۔ پس نرم مٹی یا سرخ مٹی لایا۔ پس اسے ام سلمہ نے لیلیا اور اسے اپنے کپڑے میں رکھ لیا ثابت کہتا ہے ہم لوگ اس زمین کو کربلا کہتے تھے اور اس روایت کو بیان کیا ہے ابو حاتم نے اپنی صحیح میں اور احمد بن حنبل نے مثل ابو حاتم کے روایت کی ہے اور عبد بن حمید اور ابن احمد ابن حنبل نے بھی اسیطرح روایت کی ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ وہ فرشتہ جبرئیل تھا۔ مگر اصل پیشینگوئی میں کوئی اختلاف نہیں ہے پس اگر یہ روایت بھی صحیح ہو تو دو پیشینگوئیاں واقع ہوئی ہیں اور دوسرے

نے یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سونگھا اور فرمایا یہ کرب اور بلا کی بو ہے۔

اور اسی طرح کی بہت سی روایتیں ہیں جنمیں صاف لفظوں میں پیشینگوئی فرمائی گئی ہے مگر چونکہ مرزا حیرت صاحب کی نظر ان کتابوں تک بالکل نہیں پہنچی اور انسے انکو بالکل اطلاع نہیں ہے اسلئے فرماتے ہیں اخبار کرزن گزٹ ۲۳ - جولائی سنہ ۱۹۰۶ء سنیونکی حدیثونکی کتابیں ۔ تو اس واقعہ کی نسبت ایک حد تک خاموش ہیں ۔ اب اگر ان کو ان کتابوں پر اطلاع ہوتی یعنی انہوں نے صحیح بخاری ۔ ترمذی ۔ مشکوۃ ۔ ابوداؤد ۔ مسند احمد بن حنبل ۔ صواعق محرقہ وغیرہ دیکھی ہوتیں تو کبھی یہ نہ فرماتے کہ سنیونکی کتابیں تو اس زور سے پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ بہرا آدمی بھی اسے واضح طور پر سن سکتا ہے ہاں باوجود بہرا آدمی نہیں بلکہ دل کے کانوں کا بہرا آدمی نہ سنے تو اسکا کچھ علاج نہیں ۔ پھر آپ اپنے اسی اخبار میں لکھتے ہیں "ہاں کہیں کہیں کنایے اور اشارے سے کام لیا گیا ہے اور سنیوں کی جن احادیث میں حضور انور رسولخدا کی شہادت کی نسبت پیشین گوئیاں درج ہوئی ہیں وہ حدیثیں سب کی سب کیا تو موضوع ہیں یا ضعیف"۔ حالانکہ اسی مذکورہ بالا حدیث میں علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ ابو حاتم نے اسے اپنی صحیح روایتیں میں نقل کیا ہے اور جامع ترمذی کی مذکورہ سابق دونوں حدیثیں بھی ایسی ہیں جنکو صاحب کتاب نے صحیح فرمایا ہے مگر مرزا حیرت صاحب اس کے بالکل منکر ہیں وجہ یہ ہے کہ انکی نگاہ سے یہ حدیثیں گذری ہی نہیں یا دیکھ تو چکے ہیں مگر حق پوشی کی غرض سے اسکی صحت سے انکار کرتے ہیں۔

الغرض علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں سات روایتیں پیشین گوئی رسولخدا کی بابت نقل کی ہیں جنمیں آنحضرت نے شہادت امام حسین کی خبر دی ہے۔

پھر اسی صفحہ ۱۱۵ میں فرماتے ہیں۔

اخرج الترمذی ان ام سلمۃ رأت النبیؐ باکیا وبراسہ ولحیتہ التراب فسالتہ فقال قتل الحسین انفا وکذلک راٰہ ابن عباس نصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم یلتقطہ فسالہ فقال دم الحسین واصحابہ لم ازل تتبعہ منذ الیوم فنظر فوجدوہ قد قتل فی ذلک الیوم۔ فاستشہد الحسین کما قالہ بکربلا من ارض العراق بناحیۃ الکوفۃ ویعرف الموضع ایضا بالطف قتلہ سنان بن انس النخعی وقیل غیرہ یوم الجمعۃ عاشر المحرم سنۃ احدی وستین ولہ ست وخمسون سنۃ واشہر۔ ولما قتلوہ بعثوا براسہ الی یزید فنزلوا اول مرحلۃ فجعلوا یشربون بالراس فبیناہم کذلک اذ خرجت علیہم من الحائط ید معہا قلم فکتبت سطرا بدم

اترجوا امۃ قتلت حسینا ؛ شفاعۃ جدہ یوم الحساب اھ

ترمذی نے روایت کی ہے کہ ام سلمہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ روتے ہیں اور آپکے سر پر اور ڈاڑھی پر خاک پڑی ہوئی ہے تو انہوں نے دریافت کیا فرمایا ابھی حسینؓ قتل ہوا ہے اور ایسا ہی خواب ابن عباسؓ نے دوپہر کیوقت دیکھا کہ آپ غبار آلودہ ہیں۔ ہاتھ میں آپکے ایک شیشہ ہے جس میں خون ہے کہ اسے آپنے اٹھایا ہے تو ابن عباس نے دریافت کیا فرمایا حسینؓ اور اسکے ساتھیوں کا خون ہے آج میں ان کے اسی کے پیچھے رہا یعنی یہی خون جمع کرتا رہا پس لوگوں نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ اسی روز امام حسینؓ قتل ہوئے تھے۔ پس شہید ہوئے حسینؓ جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا۔ کربلا میں جو ملک عراق کی زمین کوفہ کے پاس ہے (کربلا اور کوفہ کا صرف دو منزل کا فاصلہ ہے) اور وہ مقام طف کے نام سے بھی مشہور ہے۔ ان امام حسینؓ کو سنان بن انس نخعی نے قتل کیا اور بعضوں نے اسکے علاوہ کسی اور کو کہا ہے یعنی بعض لوگ شمر کو حضرت کا قاتل بتاتے ہیں) وہ جمعہ کا دن تھا اور دسویں محرم سنہ ۶۱ ہجری تھی

اور آپ کا سن ۵۶ برس چند مہینے کا تھا جب آپ کو قتل کر چکے تو سر آپ کا یزید کے پاس بھیجدیا۔ جب پہلی منزل پر اُترے تو شرابخواری میں مصروف ہوئے اس اثناء میں ان کے سامنے دیوار سے ایک ہاتھ نکلا جسمیں قلم تھا اور ایک سطر خون سے لکھدی وہ یہ ہے۔ کیا امید کرتی ہے وہ امت جس نے حسینؑ کو قتل کیا ہے کہ انکے دادا کی شفاعت قیامت کے دن اسکو ملیگی۔

اس کے بعد آٹھ روایتیں اُن آثار اور نشانیوں کی بابت علامہ ابن حجر نے نقل کی ہیں جو شہادت امام حسینؑ سے ظاہر ہوئیں منجملہ انکے یہ روایت ہے واخرج عثمان بن ابی شیبة ان السماء مکثت بعد قتله سبعة ایام نری علی الحیطان کانها ملاحف معصفرة من شدة حمرتها وضربت الکواکب بعضها بعضاً عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے کہ آسمان کی حالت سات دن تک ایسی رہی کہ دیواروں پر عکس اُس کا مثل زعفرانی چادر کے دیکھنے میں معلوم ہوتا تھا۔ بہ سبب زیادتی سرخی کے۔ اور ستارے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے۔ جسکے معنی یہ ہیں کہ شہاب ان شبوں میں بہت ٹوٹتے ہوئے نظر آئے۔ جس سے دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا تھا۔ کہ ستارے ایکدوسرے سے ٹکرا رہے ہیں۔ اگرچہ مرزا صاحب نے اس مضمون پر بھی مضحکہ کیا ہے اور یہ کہہ کے کہ سر الشہادتین چونکہ ایک غالی شیعہ کی تصنیف سے ہے لہذا یہ مضمون اُسمیں گھڑ کے اس مصنف نے لکھدیا ہے۔ مگر خیر ہے کہ علامہ ابن حجر مکی نے بھی مرحمت فرما کے اسے اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے جنکے سنی المذہب ہونے میں کسی کو شک نہیں اور اگر شک ہو تو اسکے اگلے پچھلے مضامین کو دیکھے۔

اسی بیان کے ذیل میں صفحہ ۱۱۷ میں ان حدیثوں کا حوالہ دیتے ہیں

جو امام بخاری اور ترمذی نے اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا ہے کہ ابن عمرؓ سے کسی نے مچھر کے خون کی بابت سوال کیا۔ انہوں نے کہا دیکھو اس شخص کو مچھر کے خون کا حکم پوچھتا ہے اور حسینؑ بن علیؑ سبط رسولؐ کو قتل کر دیا اور اسکی بابت سوال نہیں کرتے۔ پھر صفحہ ۱۱۸ میں لکھتے ہیں

ولولا ما کادوا به من انهم حالوا بينه وبين الماء لم يقدروا عليه اذ هو الشجاع القرم الذی لا يزول ولا يتحول ولما منعوه واصحابه الماء ثلاثا قال له بعضهم انظر اليه كانه كبد السماء لا تذوق منه قطرة حتى تموت عطشا فقال له الحسين اللهم اقتله عطشا فلم يرو مع كثرة شربه للماء حتى مات عطشا ودعا الحسين بماء ليشربه فحال رجل بينه وبينه بسهم ضربه فاصاب حنكه فقال اللهم اظمئه فصار يصيح الحر في بطنه والبرد في ظهره وبين يديه الثلج والمراوح وخلفه الكانون وهو يصيح العطش فيؤتى بسويق وماء ولبن لو شربه خمسة لكفاهم فيشربه ثم يصيح فيسقى كذلك الى ان انقد بطنه ولما استحر القتل باهله فانهم لا زالوا يقتلون منهم واحدا بعد واحد حتى قتلوا ما يزيد على الخمسين صاح الحسين اما ذاب يذب عن حريم رسول الله فحينئذ خرج يزيد بن الحرث الرياحی من عسكرا عدائه راكبا فرسه وقال يا ابن رسول الله لئن كنت اول من خرج عليك فانی الان من حزبك لعلی انال بذلك شفاعة جدك ثم قاتل بين يديه حتى قتل فلما فنى اصحابه وبقی مفردا حمل عليهم وقتل كثيرا من شجعانهم فحمل عليه جمع كثير منهم حالوا بينه وبين حرمه فصاح كفوا سفهاءكم عن الاطفال والنساء فكفوا ثم لم يزل يقاتلهم الى ان اثخنوه بالجراح وسقط الى الارض فجزوا راسه يوم عاشوراء عام احدى وستين اه

یعنی اگر وہ لوگ یزیدی فوج والے اس طرح کا مکر نہ کرتے کہ پانی اور آپ کے

درمیان حایل ہوگئے تو ہرگز امام حسینؑ پر قادر نہ ہو سکتے کیونکہ آپ بڑے سردار
شجاع و بہادر تھے جو کبھی اپنی جگہ سے ٹل نہ سکتے تھے اور جب حضرت امام حسینؑ
اور انکے اصحاب پر پانی بند کیا تو بعض یزیدیوں نے کہا اے حسینؑ دیکھو اس
پانی کو کہ گویا کبد سما ہے اوسط آسمان کا اسمیں سے تم ایک قطرہ نہ پی سکو گے
یہاں تک کہ پیاسے ہی مرجاؤ - پس اس سے حسینؑ نے کہا اے اللہ اس شخص
کو پیاسا ہی مار - پس وہ شخص بہت پانی پینے پر بھی سیراب نہ ہوتا تھا یہانتک
کہ پیاسا ہی مرگیا - اور حسینؑ نے پانی مانگا کہ پئیں پس ایک شخص نے تیر سے
آپکو پانی پینے سے روکدیا - ایسا تیر مارا کہ آپکے تالو میں لگا - تو آپنے کہا اے اللہ
اس شخص کو پیاس میں مبتلا کر تو وہ فریاد کرنے لگا پیٹ میں تو گرمی تھی اور پشت
پر سردی اور اس کے سامنے برف رکھی ہوئی تھی اور پنکھا جھلا جاتا تھا (یا
اسکی پشت پر کافور رکھا ہوا تھا) اور وہ العطش کہکر چیخ رہا تھا - پس اسکے
پاس ستو اور پانی اور دودھ اتنا لایا جاتا تھا کہ اگر پانچ آدمی اسے پی لیتے تو
ان کو کافی ہوجاتا - مگر وہ ان سب کو پی جاتا تھا - اور پھر فریاد کرتا تھا و پھر
اسے پانی وغیرہ پلایا جاتا تھا - یہانتک کہ اسکا پیٹ پھٹ گیا اور جب لڑائی
کا میدان گرم ہوا تو یزیدی لوگ امام حسینؑ کے اصحاب کو ایک ایک کرکے
قتل کرنے لگے یہانتک کہ پچاس سے زیادہ آدمی قتل کر دیئے تو امام حسینؑ
نے بلند آواز سے فرمایا - کیا کوئی ہے جو اس مصیبت کو حرم رسول اللہ سے
ٹالے اسوقت یزید بن حرث ریاحی حضرتؑ کے دشمن کے لشکر سے نکلا اس حال سے کہ اپنے
گھوڑے پر سوار تھا اور کہا اے فرزند رسولخدا میں پہلا وہ شخص تھا کہ جسنے آپ پر خروج
کیا تھا اب میں آپکے گروہ میں ہوں شاید مجھکو آپکے نانا کی شفاعت نصیب ہوجائے پھر اسنے حضرتؑ
کے سامنے دشمنوں سے مقابلہ کیا یہانتک کہ مارا گیا - پس جب حضرتؑ کے اصحاب

فنا ہو چکے اور آپ تنہا رہ گئے تو دشمنوں پر حملہ کیا اور انکے بہادر وںمیں سے بہت سے
آدمیوں کو قتل کیا۔ پس بہت سے آدمیوں نے ملکر آپ پر حملہ کیا اور آپکے اور اہل حرم
کے درمیان حایل ہوگئے۔ پس آپنے للکارا کہ اپنے احمقوں کو عورتوں اور بچوں سے
روکو۔ خیر انہوں نے اہل حرم کی طرف سے ہاتھ روک لیا پس آپ برابران لوگوں سے
لڑتے رہے یہانتک کہ آپ کو ان لوگوں نے زخموں سے چور کر دیا اور زمین پر گر پڑے
پس آپکا سر کاٹ لیا وہ دسویں تاریخ محرم سنہ ۶۱ ہجری تھی۔
اور اسکے بعد اہلبیت کے قید ہونیکا حال بھی ابن حجر نے اسی صواعق محرقہ
کے صفحہ ۱۱۹ میں یوں لکھا ہے۔ وسیق حریم الحسین الی الکوفۃ کالاساریٰ فبکے
اہل الکوفۃ فجعل زین العابدین بن الحسین یقول الا ان ھؤلاء یبکون
من اجلنا فمن ذا الذی قتلنا اھ غرض صواعق محرقہ کے صفحہ
۱۱۵ سے صفحہ ۱۱۹ تک اسی شہادت اور پیشین گوئی کی شہادت کی بابت تفصیل
سے ذکر ہے اور مجھے یقین قوی ہے کہ علامہ ابن حجر مرزا حیرت صاحب سے زیادہ محقق
اور زیادہ فاضل تھے اگر یہ واقعہ نہ ہوا ہوتا تو کبھی وہ اس دعویٰ اور زور کیساتھ
اپنی کتاب میں اسکا تذکرہ مفصل طور پر نہ کرتے اسکے چند ورقوں کے بعد اسی واقعہ
کی نسبت (جسکی وجہ سے یزید کو فاسق و کافر کہا گیا ہے) لکھتے ہیں کہ یزید بن معٰویہ
اس واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام کیوجہ سے کافر نہیں ہوسکتا جسکو تامل ہو وہ
اسی صواعق محرقہ کے صفحہ ۱۳۱ سے ۱۳۵ تک دیکھے اگر خدا نے عقل دی ہے تو اس
کے دیکھنے کے بعد کبھی اس واقعہ شہادت سے انکار نہیں کرسکتا۔

کتاب تاریخ الخلفاء جو خلفائے اسلام کی تاریخ وسیر میں اعلیٰ درجہ کی مستند
کتاب علامہ سیوطی کی تصنیف سے ہے اور جس کے تسلیم کرنے میں
کسی مسلمان کو انکار نہیں ہے اور نہ علامہ سیوطی کی جلالت شان میں کسی

کو کلام ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۴۰ سے صفحہ ۱۴۸ کے آخر تک جو مضامین شہادت
امام حسین علیہ السلام درج کئے ہیں وہ بھی قابل دیکھنے کے ہیں یہ ذکر علامہ سیوطی
نے یزید بن معاویہ کی خلافت کے بیان کے ذیل میں کیا ہے اور باوجود
اس امر عظیم کے یعنی شہادت امام حسین علیہ السلام کے یزید کو خلیفہ برحق
مانا ہے۔ خیر ہمیں اس سے بحث نہیں۔ غرض تو یہ ہے کہ علامہ سیوطی
نے اس تاریخ میں بہت کچھ شہادت اور پیشین گوئی کی نسبت لکھا ہے
دیکھو "تاریخ الخلفا" مطبوعہ ہندوستان مطبع مجتبائی واقع دہلی صفحہ ۱۴۰
وصفحہ ۱۴۱ سطر ۸ ۔ فلما مات معاویة بایعه (یزید) اهل الشام ثم بعث
الی اهل المدینة من یاخذ البیعة فابی الحسین و ابن الزبیر ان یبایعاه و
خرجا من لیلتهما الی مکة فاما ابن الزبیر فلم یبایع و لا دعا الی نفسه و اما
الحسین فکان اهل الکوفة یکتبون الیه یدعونه الی الخروج الیهم زمن معاویة
وهو یابی فلما بویع یزید اقام علی ما هو مهموما یجمع الاقامة مرة و یرید المسیر الیهم
اخری فاشار علیه ابن الزبیر بالخروج وکان ابن عباس یقول له لا تفعل
وقال له ابن عمر لا تخرج فان رسول الله صلعم خیره الله بین الدنیا و الاخرة فاختار
الاخرة و انک بضعة منه و لا تنالها یعنی الدنیا و اعتنقه و بکی وودعه فکان
ابن عمر یقول غلبنا حسین بالخروج و لعمری لقد رای فی ابیه و اخیه عبرة وکلمه
فی ذلک ایضا جابر بن عبد الله و ابو سعید و ابو واقد اللیثی و غیرهم فلم یطع احدا منهم
وصمم علی المسیر الی العراق فقال له ابن عباس و الله انی لاظنک ستقتل بین
نسائک و بناتک کما قتل عثمان فلم یقبل منه فبکی ابن عباس و قال قرت
عین الزبیر و لما رای ابن عباس عبد الله بن الزبیر قال له قد اتی ما احببت
هذا الحسین یخرج و یترکک و الحجاز ثم تمثل ؎ یا لک من قنبرة بمعمر

خزاولك البر فبيضی واصفری ؛ نقری ماشیت ان تنقری وبعث اہل العراق الی الحسین الرسل والکتب یدعونہ الیھم فخرج من مکۃ الی العراق فی عشر ذی الحجۃ ومعہ طائفۃ من آل بیتہ رجالاً ونساءً وصبیاناً فکتب یزید الی والیہ بالعراق عبید اللہ بن زیاد بقتالہ فوجہ الیہ جیشاً اربعۃ آلاف علیھم عمر بن سعد بن ابی وقاص فخذلہ اہل الکوفۃ کما ھو شانھم مع ابیہ من قبلہ فلما رھقہ السلاح عرض علیھم الاستسلام والرجوع والمضی الی یزید فیضع یدہ فی یدہ فابوا الا قتلہ فقتل وجیئ براسہ فی طست حتی وضع بین یدی ابن زیاد لعن اللہ قاتلہ وابن زیاد معہ ویزید ایضاً وکان قتلہ بکربلاء وفی قتلہ قصۃ فیھا طول لا یحتمل القلب ذکرھا فانا للہ وانا الیہ راجعون و قتل معہ ستۃ عشر رجلاً من اہل بیتہ ولما قتل الحسین مکثت الدنیا سبعۃ ایام والشمس علی الحیطان کالملاحف المعصفرۃ والکواکب یضرب بعضھا بعضاً وکان قتلہ یوم عاشورا ۶۱ھ

پس جب معاویہ مرگیا تو اس (یزید) کی بیعت شام والوں نے کرلی پھر اس نے اہل مدینہ کے پاس بیعت لینے کیلئے ایک شخص کو بھیجا تو حسینؓ اور ابن زبیرؓ نے بیعت سے انکار کیا اور کوفے والے امام حسینؓ کو معاویہ ہی کے زمانے سے لکھتے تھے کہ آپ انکے پاس آئیں اور آپ انکار کرتے تھے۔ جب لوگوں نے یزید کی بیعت کرلی تو آپ اسی حالت میں غمگین بیٹھے کبھی تو ان کے پاس جانے کا ارادہ کرتے تھے اور کبھی یہیں رہنے کا ارادہ کرتے تھے پس ابن زبیر نے آپکو خروج کا مشورہ دیا اور عبد اللہ بن عباس کہتے رہے کہ ایسا نکرو اور ابن عمر کہتے رہے کہ نہ خروج کرو کیونکہ رسول اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا تھا دنیا و آخرت میں تو آپ نے آخرت کو اختیار کیا اور تم انہیں کے پارہ جگر ہو اور تم دنیا کو نہ پاؤگے۔

غرض آپ سے معانقہ کیا اور رخصت کیا۔ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ حسینؑ معاملہ خروج میں ہم پر غالب آ گئے۔ حالانکہ قسم اپنی عمر کی کہ انہوں نے اپنے بھائی اور باپ کیحالت سے عبرت حاصل کی ہے اس معاملہ میں جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید اور ابو واقد لیثی وغیرہم نے بھی حضرت سے گفتگو کی مگر آپ نے کسی کا کہنا نہ مانا اور عراق کیطرف چلنے کا ارادہ کیا۔ پس ابن عباس نے انسے کہا خدا کی قسم میرا گمان ہے کہ آپ اپنی عورتوں اور بچوں کے سامنے قتل ہو جائینگے جیسے عثمان قتل ہوئے۔ یہ بھی آپنے نہ مانا۔ تو عبد اللہ بن عباس رونے لگے اور کہا کہ زبیر کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور جب ابن عباس نے عبد اللہ بن زبیر کو دیکھا تو کہا کہ لو وہ وقت آگیا جو تمھیں پسند تھا حسینؑ تو اب جاتے ہیں اور تمکو حجاز کیسا تنہا چھوڑتے ہیں۔ پھر مثال میں یہ شعر پڑھا۔ جسکا مطلب ہے۔ اے جائے فراخ آب گیاہ کے رہنے والے جنڈول اب تیرے لئے میدان خالی ہے انڈے بچے دے اور سیٹیاں بجا۔ جتنے دانے چننے جا سکیں چن اور اہل عراق نے حسینؑ کے پاس ایلچی اور خطوط بھیجے۔ اور آپکو اپنی طرف بلالیا۔ پس آپ عشرہ ذی الحجہ میں اپنے اہلبیت کے لڑکے بچے اور مردوں اور عورتوں کا ایک گروہ لیکر عراق کیطرف چلے۔ یزید نے اپنے والی عراق عبید اللہ بن زیاد کو خط لکھا کہ حسینؑ سے جنگ کرے اس نے چار ہزار کا لشکر عمر بن سعد ابن ابی وقاص رضی (رسولخدا کے صحابی زادے) کی ماتحتی میں دیکر روانہ کیا۔ اہل کوفہ نے آپکی مدد نہ کی جیسا کہ انکا شیوہ تھا۔ اور جیسا آپکے پدر بزرگوار کیسا تھ کر چکے تھے پس جب ہتھیاروں نے آپکو احاطہ کر لیا تو آپنے تین باتیں انکے سامنے پیش کیں۔

(۱) ہدایت (۲) یزید کے پاس چلنا (۳) گھر کو واپس جانا۔ مگر یزیدی فوج والوں نے نہ مانا سوائے قتل کرنیکے پس آپ قتل کئے گئے اور سر آپ کا ایک طشت

میں لایا گیا اور ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا۔ خدا انکے قاتل پر اور یزید اور ابن زیاد پر لعنت کرے۔ **آپکی شہادت کربلا میں واقع ہوئی** اور آپکے قتل ہونیکا طولانی قصہ ہے۔ دل اسکے ذکر کرنیکا متحمل نہیں ہے فانا للہ وانا الیہ راجعون اور آپ کیساتھ سولہ آدمی آپکے اہلبیت میں سے مارے گئے اور جب حسینؓ قتل ہوئے تو دنیا کیحالت سات دن تک ایسی رہی کہ دیواروں پر دھوپ مثل زعفرانی چادر کے معلوم ہوتی تھی۔ اور ستارے ایکدوسرے سے ٹکراتے تھے۔ اور آپکا قتل (شہادت) دسویں تاریخ کو واقع ہوا۔

اس کے بعد علامہ سیوطی نے اور کئی آثار جو شہادت امام مظلوم پر واقع ہوئے بیان کئے ہیں اور ام سلمہ کا خواب بھی جو ترمذی شریف میں مندرج ہے لکھا ہے اور نیز ابن عباس کا خواب دوپہر کیوقت مسجد میں۔ اور حضرت کی شہادت پر جنوں کا نوحہ کرنا بھی علامہ نے اسی تاریخ الخلفا کے صفحہ ۱۴۱ میں درج فرمایا ہے۔

شرح عقائد النسفی یہ کتاب بھی علمائے اہل سنت والجماعت کے نزدیک بڑے پایہ کی کتاب ہے اس کتاب میں اہل سنت کے اصول دین و اصول عقائد بتفصیل لکھے گئے ہیں آجتک دنیا میں کوئی ایسا نہیں گزرا ہے جس نے اسکے اثبات سے انکار کیا ہو اور کہا ہو کہ یہ کتاب علامہ نسفی کی نہیں ہے اس کتاب میں بھی واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام درج ہے۔ والحق ان رضی یزید بقتل الحسین و استبشارہ بذلک واھانتہ اھل بیت النبی مما تواتر معناً وان کان تفاصیلہ احاداً فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ

یعنی اور حق یہ ہے کہ یزید کا امام حسینؑ کی شہادت سے راضی ہونا اور خوش ہونا اور اسکا اہلبیت رسول کی اہانت کرنا ایسا امر ہے کہ جو متواترات سے ہے اگرچہ اسکی تفصیلیں بطریق آحاد ثابت ہیں۔ پس ہم یزید کی بابت کچھ توقف نہیں کرتے

بلکہ اسکے ایمان میں بھی ہمکو توقف نہیں ہے (یعنی وہ بے ایمان ہے) اللہ کی لعنت اُس پر اور اسکے انصار و معاونین پر۔

اس عبارت سے بخوبی واضح ہے کہ یزید نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا یعنی لشکر بھیجکر قتل کرایا۔ اور اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اہانت کی جسکے مرزا حیرت صاحب منکر ہیں اور اس عبارت سے یہ بھی واضح ہوا کہ یزید بسبب اس بات کے کہ وہ شہادت امام حسین علیہ السلام سے خوش ہوا ملعون ہے اور نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ واقعہ شہادت متواترات سے ہے اگرچہ اس واقعہ کے جزئیات بطریق آحاد ثابت ہوئے ہیں لیکن اس سبب سے اصل واقعہ کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ فی نفسہ متواتر ہے۔ تاریخ بلاذری صفحہ ۴۶۲۔ لما قتل ذبیح اللہ الحسین ابن علی کتب عبداللہ بن عمر الی یزید بن معاویۃ اما بعد فقد عظمت الرزیۃ وجلت المصیبۃ وحدث فی الاسلام حدث عظیم ولا یوم کیوم الحسین جبکہ ذبیح خدا حسینؑ بن علیؑ شہید ہو چکے تو عبداللہ بن عمر نے یزید بن معاویہ کو خط لکھا۔ اما بعد پس یہ مصیبت بہت بڑی اور سخت مصیبت ہے اور اسلام میں یہ بہت بڑا حادثہ ہوا ہے اور کوئی دن بھی مثل روز قتل حسینؑ کے نہیں ہے الی آخرہ

اسکے علاوہ شرح فقہ اکبر۔ تاریخ وفیات الاعیان ابن خلکان۔ تاریخ ابو الفدا حیوٰۃ الحیوان دمیری وغیرہ میں اس واقعہ عظیمہ شہادت امام حسین علیہ السلام کا ذکر ہے اگرچہ انمیں سے بعض کتابوں میں مثلاً تاریخ ابن خلکان اور حیوٰۃ الحیوان اور فقہ اکبر میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ یزید امام حسینؑ کے قاتل ہونیسے قابل لعن نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ مومن رہا اور ابن خلکان نے تو یہانتک کہا ہے کہ خود قاتل حسین یعنی جس نے حضرتؑ کا سر جدا کیا وہ بھی قابل لعنت نہیں ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ اُس نے توبہ کر لی ہو اور توبہ کو خدا قبول کرتا ہے۔ بالجملہ یزید کے ملعون ہونمیں

تو اسکو کلام ہے مگر واقعہ شہادت میں اسکو ہرگز کلام نہیں ہے اور وجہ یہی ہے کہ وہ ایک مؤرخ اور باخبر آدمی تھا۔ جاہل دیوانہ نہ تھا۔ کہ متواترات کا منکر ہوجاتا ہاں اپنے عقیدے کے موافق یزید کو خلیفہ رسول جانتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی اسے بارہ خلفاء میں شامل کرتا ہے یہ اسکا ذاتی عقیدہ ہے جس سے کوئی مسلمان اور رسول خدا کے شرع پر چلنے والا پسند نہیں کرسکتا اور جس سے ہمکو اسوقت کچھ بحث بھی نہیں ہے کیونکہ ہماری بحث اسوقت اصل واقعہ کے ثبوت سے ہے نہ عقیدہ سے۔

تاریخ اعثم کوفی جو مشاہیر کتب تواریخ سے ہے اور جسکا ترجمہ مطبوعہ بمبئی بزبان فارسی میرے پاس موجود بھی ہے اسمیں بھی صفحہ ۲۴۷ سے لغایت ۲۷۹۔ اس واقعہ شہادت کو نہایت تفصیل و توضیح سے بیان کیا گیا ہے اگر اس کتاب کی پوری عبارت نقل کیجائے تو نہایت طول ہوگا۔ میں ناظرین مضمون کو صرف اس امر کیطرف ہدایت کرتا ہوں کہ جن صاحب کو مرزا حیرت صاحب کی تحریر سے شبہ پیدا ہوا ہو وہ اس تاریخ کو ملاحظہ فرمائیں۔

مقتل نور العین فی مشہد الحسین مصنفہ علامہ ابو اسحاق اسفرائنی جو کاملین علمائے اہلسنت الجماعت سے ہیں اور جنکی مدح میں ابن خلکان اپنی تاریخ وفیات الاعیان جلد اول میں لکھتے ہیں۔ ابو اسحاق ابراھیم بن محمد بن ابراھیم ابن مھران الملقب برکن الدین الفقیہ الشافعی المتکلم الاصولی ذکرہ الحاکم ابو عبداللہ وقال خذ عنہ الکلام والاصول عامۃ شیوخ نیسابور واقر بالعلم اھل العراق و خراسان ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن مہران ملقب بہ رکن الدین فقیہ۔ شافعی۔ متکلم۔ اصولی تھے انکو حاکم ابوعبداللہ نے ذکر کیا ہے اور کہا کہ اسنے تمام شیوخ نیشاپور نے علم کلام اور علم

اصول حاصل کیا ہے اور انکے علم کا اقرار اہل عراق وخراسان نے کیا ہے"۔ اسکے علاوہ
اور بہت سی انکی تعریف ابن خلکان نے لکھی ہے جسکی نقل میں طول ہے غرض
یہ مقتل تمامہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بیان میں ہے۔ یہ مقتل عربی زبان
مین بمبئی میں چھپ گیا ہے اور اسکا ترجمہ اردو زبان میں بھی ہندوستان میں
۱۳۲۲ھ میں مطبع اکسیر اعظم بنارس میں چھپا ہے اس مقتل کے دو حصے کئے
ہیں ایک میں صرف واقعات شہادت مظلوم کربلا امام حسین علیہ السلام درج
ہیں اور دوسرے حصے میں مختار کی لڑائی اور خون مظلوم کربلا کے عوض لینے کا
بتفصیل ذکر ہے جن صاحب کو دیکھنا ہو وہ اسے دیکھیں۔
مقتل ابوالفرج اصبہانی بھی اس واقعہ کے متعلق قابل ملاحظہ ہے
کہ مصنف **اغانی** کی تصنیف ہے۔ یہ بزرگ بھی مورخین اہل سنت الجماعت سے
ہین جنکی تصنیف پر مرزا حیرت صاحب کو ایمان لانا چاہیئے۔
تاریخ چین ۔ مسٹر جمین کاکرن صاحب اپنی بنیظیر تاریخ چین کی جلد دوم
میں ایک مقام پر لکھتے ہیں۔
"دنیا میں رستم کا نام بہادری میں مشہور ہے لیکن کئی شخص ایسے گزرے ہیں
کہ انکے سامنے رستم کا نام قابل لینے کے نہیں ہے چنانچہ اول درجہ میں حسینؑ ابن
علیؑ کا درجہ بہادری میں مشہور ہے کیونکہ میدان کربلا میں گرم ریت پر تشنگی وگرسنگی
میں جس شخص نے ایسا ایسا کام کیا ہو اسکے سامنے رستم کا نام وہی شخص لیتا ہے جو تاریخ سے
واقف نہین ہے کسکے قلم کو قدرت ہے کہ امام کا حال لکھے کسکی زبان میں یہ لطافت بلاغت
ہے کہ ان بہتر بزرگوار ونکی ثابت قدمی اور تہور وشجاعت اور بیس ہزار سوار خونخوار
شامی کے جواب دینے اور ایک ایک کے ہلاک ہوجانیکے باب میں مدح جیسا کرچاہیے
کرسکے کسکی نازک خیالی کی یہ رسائی ہے کہ ان لوگونکے حال کو تصور کرے کہ کیا

کیا اُنپر گزرا اُسوقت سے جبکہ عمر سعد نے دس ہزار سوار سے اُنکو گھیر لیا اُسوقت تک کہ
جب شمر ملعون نے سر مبارک کاٹ لیا کیونکہ ایک کی دو اور دو شہور ہے اور مبالغہ
کی یہی حد ہے جب کسی کے حال میں کہا جاتا ہے کہ دشمن نے چار طرف سے گھیر لیا
لیکن حسینؑ اور بہتر تن کو آٹھ قسم کے دشمنوں نے تنگ کیا ہے اور اُسپر بھی قدم نہ ہٹا
چنانچہ چار طرف تو دس ہزار فوج یزید کی تھی جنکے تیروں اور نیزوں کی بوچھار
مثل آندھی کے آتی تھی اور پانچواں دشمن عرب کی دھوپ تھی جسکی مثال کسی سے
زیر فلک نہیں ملتی اور یہی کہنا پڑتا ہے کہ عرب کی دھوپ کی مانند عرب ہی کی دھوپ ہے
اور چھٹا دشمن وہ ریگ کا میدان تھا جو آفتاب کی تمازت میں شعلہ زن اور تنور کی گرمی
سے زیادہ پر سوز تھا بلکہ اسکو دریائے قہار کہنا چاہیے جسکے بلبلے بنی فاطمہ کے پاؤں کے
کے آبلے تھے اور دو دشمن سب سے زیادہ بھوک اور پیاس مثل غازہ ہمراہی کے جسکی ہزار
عدو نہیں ساتھ تھے اور تشنگی سے جب زبان پھول کر کے پھٹ جاتی تھی تب ہی
ان دو کی خواہش اند کے نقصن تھی پس جنہوں نے ایسے معرکہ میں ہزار ہا کافروں
کا مقابلہ کیا ہو انپر خاتمہ بہادری کا ہوچکا۔"

الغرض ہزاروں ہی کتابیں اس مذاق کی دنیا میں بھری ہیں جنسے امام حسین علیہ السلام
کی شہادت کی کامل تصدیق ہوتی ہے اب میں کہتا ہوں کہ اگر اس واقعہ شہادت
سے انکار کیا جائے تو کتنی ہی خرابیاں لازم آئینگی (۱) تکذیب رسول خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم جس نے اس شہادت پر پیشین گوئی فرمائی (۲) تکذیب علی ابن ابیطالب
علیہ السلام جس نے اس واقعہ کی پیشین گوئی کی ہے (۳) امام بخاری صاحب کا جھوٹا
ہونا لازم آئیگا۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب میں معاذ اللہ اس جھوٹے واقعہ کا ذکر
کیا ہے اگرچہ ضمن حدیث ہی میں سہی (۴) ترمذی صاحب کا جھوٹا ہونا لازم آئیگا جو
آئمہ حدیث سے ہیں حالانکہ یہ بات بہت اچھی طرح واضح ہے کہ مرزا حیرت صاحب کا

جھوٹا ہونا بہت سہل ہے بہ نسبت اسکے کہ ترمذی صاحب کو جھوٹا کہا جائے کیونکہ انکو جھوٹا سمجھنے میں تمام ان حدیثوں پر اعتماد نہو سکیگا جو انکی کتاب میں مندرج ہیں اور یقیناً کوئی مسلمان اس کہنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ ترمذی صاحب یا امام بخاری کاذب تھے۔

(۵) اور بہت سے جلیل القدر محدثین مثل علامہ ابن حجر مکی۔ علامہ سیوطی علامہ نسفی۔ علامہ بیضاوی مصنف تفسیر بیضاوی وغیرہم کا جھوٹا ہونا لازم آئے گا حالانکہ مسلمان انکو صاحب اعتبار و وثوق مانتے ہیں۔

(۶) ایک مرزا صاحب کے انکار شہادت کی تصدیق سے ماننا پڑیگا کہ دنیا کے تمام مورخین مثل اعثم کوفی۔ ابن خلکان۔ ابن خلدون وغیرہم جھوٹے ہو جائیں۔

(۷) امام شافعی صاحب کا جھوٹا ہونا لازم آئیگا جنہوں نے مظلوم کربلا امام حسین کا مرثیہ شہادت نظم کیا ہے جسے حافظ جمال الدین زرندی مدنی نے اپنی کتاب معراج الوصول میں لکھا ہے ؎

ومما نفی نومی وشیّب لمّتی ؛ تصاریف ایّام لھنّ خطوب ؛ تاوّب ھمّی والفؤاد کئیب ؛ وارق عینی والرقاد غریب ؛ تزلزلت الدنیا لال محمد ؛ وکادت لھم صُمّ الجبال تذوب ؛ فمن یبلغن عنی الحسین رسالۃ ؛ وان کرھتھا انفسٌ و قلوبٌ ؛ قتیل بلا جرم کان قمیصہ ؛ صبیغ بماء الارجوان خضیبٌ ؛ نصلّے علی المختار من ال ھاشم ؛ ونوذی نبیہ انّ ذا العجیب ؛ لئن کان ذنبی حب ال محمدٍ فذالک ذنب لستُ منہ اتوب ؛

اس واقعہ کی بابت ابن ابو مبارک نے بھی شعر نظم کئے ہیں جسے علامہ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامۃ میں درج کیا ہے وہ یہ ہیں ؎

احسین المبعوث جدّہٗ بالھدیٰ ؎ قسما یکون الحق عنہ مسائلی ؎
لو کنت شاھد کربلاء لبذلت ؎ فی تنفیس کربات جھد بذل الباذل ؎

؎ وہ حسینؑ جسکے نانا ہدایت کیلئے مبعوث کئے گئے تھے میں ایسی قسم کھاتا ہوں کہ حقتعالیٰ اسکا سوال کریگا اگر میں کربلا میں موجود ہوتا تو آپکے مصائب کے دفع کرنے میں نہایت کوشش کرتا۔ علامہ سبط ابن جوزی فرماتے ہیں کہ شب کو جو وہ سویا تو خواب میں رسولخدا کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں خدا تجھکو جزائے خیر دے۔ تجکو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالےٰ نے تجھکو ان لوگوں میں لکھ لیا۔ جنہوں نے حسینؑ پر جانیں فدا کیں اور انکے روبرو یزیدیوں سے لڑے۔

کسی واقعہ کے ثبوت کیواسطے وہ اشعار بھی کافی سمجھے جاتے ہیں جو بطور مرثیہ یا مدح کے اسکے متعلق لکھتے گئے ہیں اور جنکا ثبوت معتبر تواریخ سے ہو سکتا ہے تو اس بنا پر میں مرزا حیرت صاحب کو ان مرثیوں کی طرف ہدایت کرتا ہوں جو سُنی اور شیعہ دونوں فریق نے ۶۱ سنہ ہجری سے ۱۳۲۴ھ تک نظم کئے ہیں اور انکو ان مرثیوں کے مصنفین کے حالات معلوم کرنیکی طرف رہنمائی کرتا ہوں۔ اگر ان کے بیانمیں طول کا خوف نہ ہوتا تو میں ہزاروں شعرا سوقت سے اسوقت تک کے پیش کرتا مگر بلحاظ خوف طوالت مضمون مرزا حیرت صاحب کو صرف کتب تواریخ و منقاتل اہل سنت والجماعت کیطرف ہدایت کرتا ہوں۔

مرزا حیرت صاحب کا یہ خیال تھا کہ شیعوں کے پاس سوائے سرالشہادتین مصنفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی کے اور کوئی کتاب ہی نہیں جس سے وہ واقعہ شہادت امام مظلوم کا ثبوت دیسکیں۔ اسلئے جھٹ اپنے اخبار میں لکھ مارا کہ سرالشہادتین شاہ صاحب موصوف کی تصنیف ہی سے نہیں ہے بلکہ کسی غالی شیعہ کی ہے اب انکو یہ کہنا پڑیگا کہ امام بخاری بھی غالی شیعہ تھے ترمذی بھی غالی شیعہ تھے

ابو داؤد بھی غالی شیعہ تھے علامہ ابن حجر مکی بھی غالی شیعہ تھے علامہ سیوطی بھی غالی شیعہ تھے۔ ملا محمد مبین صاحب لکھنوی فرنگی محلی مصنف کتاب وسیلۃ النجاۃ اور علامہ سبط ابن جوزی مصنف تذکرہ خواص الائمہ اور مصنف عقائد النسفی وغیرہ وغیرہ سب غالی شیعہ تھے اور ظاہر ہے کہ غالی شیعہ کو ہر مسلمان کافر سمجھتا ہے تو مرزا حیرت صاحب نے مصنف سر الشہادتین ہی کو کافر نہیں بنایا بلکہ امام بخاری و ترمذی وابن حجر مکی و نسفی وغیرہم کملائے علماء کو در پردہ کافر بنایا کیونکہ ان سب نے ذکر شہادت امام مظلوم علیہ السلام کیا ہے۔ اس موقع پر مسلمانوں نے انصاف طلب ہیں

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم | کہ با من انچہ کرد آن آشنا کرد

اسلام کیلئے اس سے زیادہ مصیبت کا وقت کبھی نہیں آیا تھا کہ جسمیں تمام محدثین تمام مفسرین تمام مورخین تمام مصنفین کتب سیر تمام علما جھوٹے کئے گئے ہوں یہ فقط مرزا حیرت صاحب کے عہد انکا رہا عہد میں مسلمان عالموں پر مصیبت آئی ہے اگر یہ انکار تھوڑے دنوں اور باقی رہا تو دیکھ لینا کہ مسلمانوں کی کشتی ضلالت کی منجدھار میں ڈوب گئی کیونکہ جب ایسے ایسے محدثین ناقابل وثوق ٹھیرے تو پھر مسلمانوں کے سدھرنے کا اور کیا ذریعہ ہوسکتا ہے اور انکا پار لگانیوالا اور کون ہوگا افسوس صد افسوس مرزا حیرت صاحب کا یہ بیان ویسا ہی ہے جیسا مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان بابت انتقال مریم و عیسیٰ علیہما السلام کے برخلاف قرآن و احادیث ہے جس طرح مرزا احمد قادیانی نے قرآن اور حدیث کی مخالفت کر کے حضرت مریم و حضرت عیسیٰ کو کشمیر میں پہنچا دیا اور وہیں انکو مار کر دفن کر دیا اور انکی قبروں کا نشان بھی بتایا ہے۔ اسی طرح مرزا حیرت صاحب نے برخلاف معلومات خدا و رسول و محدثین و مورخین امام حسین علیہ السلام کو کربلا کے رستہ سے بھگا کر قسطنطنیہ میں پہنچایا اور وہیں انکو دفن کرایا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح قادیانی نے حضرت عیسیٰ کو کشمیر میں

دفن کراکے خود دعویٰ عیسویت کیا ہے۔ اسی طرح مرزا حیرت صاحب بھی امام حسین روحی لہ الفدا کو قسطنطنیہ میں دفن کراکے حسینیت یا مہدویت کا دعویٰ کریں اور یہ بات اس خیال کے آدمی سے کچھ بعید نہیں ہے۔

آمدم برسر مطلب۔ اور یہ جو مرزا صاحب کا بیان ہے کہ شیعوں کی کتابیں بھی انکار شہادت کرتی ہیں یا امام حسین علیہ السلام کی لاعلمی بابت امر شہادت کے بتاتے ہیں یہ تو ایک ایسا امر ہے کہ کوئی دن کو کہے کہ یہ رات ہے اور آفتاب کو کہے کہ یہ کالی ٹکیہ ہے۔ معلوم نہیں مرزا حیرت نے یہ بات کس خیال سے کہی ہے کیا یہ حضرت جانتے ہیں کہ دنیا میں سب لوگ جاہل ہی ہیں کسی کو فہم کا مادہ نہیں جو ہم لکھدینگے یا کہدینگے سب لوگ اسے کان دبا کر مان لینگے یا یہ کہ خود اپنی ناواقفی اور عدم اطلاع سے یہ بات کہی ہے لیکن یہ حضرت تو اپنی تحقیق کو گہری تحقیق اور اپنی کوشش کو برسوں کی جانکاہی کا نتیجہ کہتے ہیں انکا یہ کب خیال ہوگا کہ وہ خود بافہم یا جاہل ہیں۔ لیکن انشاء اللہ میں ابھی چند منٹ میں ثابت کر دونگا کہ مرزا حیرت کو کتابوں کے سمجھنے کا مطلق مادہ نہیں ہے عربی زبان سے بالکل نابلد ہیں اور علماء کے بیانات ہرگز نہیں سمجھ سکتے آپنے بڑے دعویٰ سے اپنے اخبار کرزن گزٹ مطبوعہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۵ء میں فرمایا ہے کہ شیخ مفید نے اپنے بیان میں امام حسین علیہ السلام کی لاعلمی اپنے واقعہ شہادت سے ظاہر کی ہے اور بحار کی دسویں جلد میں انکار شہادت امام حسین علیہ السلام مذکور ہے اب میں دکھلاتا ہوں کہ مرزا حیرت کہاں تک شیخ مفید علیہ الرحمۃ کی عبارت کو سمجھ سکے ہیں اور کہانتک اسکی فہم میں غلطی کی ہے اور انکار شہادت امام حسین علیہ السلام بحوالہ جلد دہم بحار میں کہانتک خیانت سے کام لیا ہے اور کسقدر جاہلوں کو دھوکا دینا چاہا ہے جس سے مرزا حیرت صاحب کی اخلاقی کمزوری کا پتہ معلوم ہوگا۔ اصل عبارت شیخ مفید علیہ الرحمۃ کی یہ ہے۔

یہ اسی عبارت کا ایک جزو ہے جسے مرزا حیرت صاحب نے اپنے اخبار میں نقل کیا ہے لیکن میں تمام ونگا کہ اس عبارت سے مرزا حیرت صاحب کیونکر یہ سمجھا ہے کہ امام حسینؑ کو پیشین گوئی رسول کا حال معلوم نہ تھا وما بال الحسین بن علی علیہ السلام سار الی الکوفۃ وقد علم انھم یخذلونہ ولا ینصرونہ وانہ مقتولٌ فی سفرۃ تلک ولم لما حصر وعرف ان الماء قد منع منہ وانہ ان حفر ذرعًا قریبۃ نبع الماء ولم یحفر واعان علی نفسہ حتی تلف عطشا

صورت سوال یہ ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اہل کوفہ ترک نصرت کرینگے اور انکی مدد نہ کرینگے (مرزا حیرت نے اپنی لاعلمی کی وجہ سے یخذلونہ کا ترجمہ اہل کوفہ آپ کو ذلیل کرینگے،، لکھا ہے مرزا صاحب کو یہ تک تو خبر ہے نہیں کہ خذلان کے لغوی معنی کیا ہیں۔ اس پر شیخ مفید کی عبارت کا مطلب سمجھنے بیٹھے ہیں) اور وہ اسی سفر میں قتل کئے جائینگے تو کیوں کوفہ کیطرف گئے اور جب انکو یہ بات معلوم ہوئی کہ مجھ پر پانی بند کیا گیا ہے تو زمین کھود کر پانی کیوں نہ نکالا حالانکہ اگر وہ ایک ہاتھ گہرا گڑھا بھی کھودتے تو پانی نکل آتا اور پھر بھی نہ کھودا اور اپنے تئیں پیاسا تلف و ہلاک کیا۔

یہ سوال شیخ مفید علیہ الرحمۃ کی عبارت میں منجملہ تین سوالونکے ہے جسے مرزا حیرت صاحب نے بھی نقل کیا ہے لیکن اسی سوال سے چند امر مستنبط ہوتے ہیں جیسے

(۱) یہ کہ سوال کرنیوالے کو یقین حاصل ہے کہ امام حسین علیہ السلام کوفہ کیطرف تشریف لیگئے

(۲) یہ کہ امام حسین علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اہل کوفہ انکی مدد نہ کرینگے۔

(۳) آپ کو معلوم تھا کہ اسی سفر میں قتل ہونگے۔

(۴) آپ پر پانی بند کیا گیا۔

(۵) باوجود پانی بند ہونے کے آپنے گڑھا نہ کھودا اور پانی نہ نکالا۔

(۲۶) پیاسے شہید ہوئے یا دوسرے لفظوں میں پیاس ہی کی حالت میں جان دی
یعنی سائل چونکہ ان چھوؤں باتوں پر یقین رکھتا ہے اور اسے یہ شبہ ہے کہ امام
ہو کر آپ نے ایسا کیوں کیا لہذا وہ شیخ علیہ الرحمۃ سے دریافت کرنا چاہتا ہے

اس سوال نے اتنا تو صریح طور سے بتا دیا کہ امام حسین علیہ السلام پیاسے
شہید ہوئے اور اسی سفر میں شہید ہوئے نہ یہ کہ قسطنطنیہ وغیرہ کو چلے گئے۔ اگر اس
بات کا ذرا بھی شبہ ہوتا تو سائل ضرور اس مرحلہ کا بھی سوال کرتا مگر چونکہ وہ
یقینی طور پر جانتا تھا کہ امام حسین علیہ السلام راہ کوفہ میں پیاسے شہید ہوئے
لہذا اس امر کیطرف اسکو التفات بھی نہیں ہے۔ پس ہماری غرض یعنی اثبات شہادت
امام حسین علیہ السلام اس سوال سے بھی ظاہر ہے الغرض شیخ مفید علیہ الرحمۃ سر
سوالوں کے جواب کے ذیل میں اس سوال کا بھی جواب لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

واما علم الحسین ع بان اهل الکوفة خاذلوه فلسنا نقطع علی ذلك إذ لا
حجة علیه من عقل ولا سمع ولو کان عالما لکان الجواب عنه ما قدمناه
فی الجواب عن امیر المؤمنین بوقت قتله ومعرفة قاتله کما ذکرنا واما
ما ادعوا علینا ان نقول ان الحسین کان عالما بموضع الماء قادرا
علیه فلسنا نقول ذلك ولا جاء به خبر علی ان طلب الماء والاجتهاد
فیه یقضی بخلاف ذلك ولو علم انه کان عالما بموضع الماء لم یمتنع
فی العقول ان یکون متعبدا بترك السعی فی طلب الماء من حیث
کان ممنوعا منه حسب ما ذکرنا فی امیر المؤمنین غیر ان ظاهر الحال
بخلاف ذلك علی ما قدمنا۔ انتهی بقدر الحاجة

اس جواب میں شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا
اس بات کو جاننا کہ اہل کوفہ آپکی نصرت نہ کرینگے قطعی نہیں کیونکہ اس امر پر کوئی

عقلی یا نقلی دلیل موجود نہیں (اور ظاہر ہے کہ جسقدر پیشینگوئیاں جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپکی شہادت کی بابت کتب سیر و تواریخ و مقاتل میں مذکور ہیں انسے فقط اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہونگے اور کربلا کی زمین پر شہید ہونگے مگر آنحضرت نے اپنی کسی پیشین گوئی میں یہ نہیں فرمایا ہے کہ اہل کوفہ تمکو بلائینگے اور پھر تمہاری نصرت کو ترک کرینگے اس لئے شیخ نے فرمایا ہے کہ اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ امام حسین علیہ السلام جانتے تھے کہ اہل کوفہ انکی مدد نہ کرینگے) اگر آپ جانتے بھی تھے تو وہی اس سوال کا جواب ہوگا جو ہمنے امیر المومنین کی نسبت لکھا ہے بفرض اس امر کے کہ جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام اپنے وقت قتل اور قاتل کو جانتے تھے جیسا کہ ہمنے ذکر کیا ہے (یعنی اسصورت میں یہ کہا جائیگا کہ اگر آپ اس بات کو جانتے تھے کہ اہل کوفہ ہی وہ ہونگے جو ترک نصرت کرینگے تو ہوسکتا ہے کہ آپکا سفر کوفہ کرنا محض تعمیل حکم خدا اور اطاعت خدا ہوتا ہے کہ اسکے ذریعے سے آپ عالی درجات جنت پر فائز ہوں) پھر فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام کا پانی کی جگہ کو جاننا اور اسپر قادر ہونا بھی ایسا امر ہے جسکے ہم قائل نہیں ہیں اور نہ اس معاملہ میں کوئی حدیث آئی ہے کہ امام حسین علیہ السلام موضع آب کو جانتے تھے علاوہ اسکے آپکا پانی کی تلاش کرنا بھی اسبات پر حاکم ہے کہ آپ موضع آب کو نہ جانتے تھے اور اگر مان بھی لو کہ آپ موضع آب کو جانتے تھے تب بھی عقلاً یہ بات محال نہیں ہے کہ آپنے محض امتثال حکم خدا کی غرض سے پانی کی تلاش ترک کی ہے کیونکہ اس فرض پر آپ اس تلاش و کوشش سے ممنوع تھے جیسا کہ ہمنے امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے مگر ظاہر حال اس بات کو نہیں بتاتا کیونکہ آپنے طلب آب میں سعی کی تھی)۔

حاصل اس جواب کا یہ ہوا کہ امام حسین علیہ السلام کا پانی کے موقع کو جاننا اور

پھر اسکی تلاش میں سعی نہ کرنا اور پیاسے ہی شہید ہونا۔ اسکے دو جواب ہیں اوّل تو یہ کہ ہمیں کسی حدیث کے ذریعے سے یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ آپ محل آب کو جانتے تھے اور اگر مان بھی لو کہ آپ جانتے تھے تو بھی ہوسکتا ہے کہ محض امتثال حکم خدا کی غرض سے طلب آب میں سعی نہ کی ہو اور فقط خوشنودی خدا کی غرض سے پیاسے شہید ہوئے۔

اس جواب میں شیخ نے مذکورہ بالا نمبروں میں سے صرف نمبر ا اور نمبر ۵ کا جواب دیا ہے یعنی آپکی لاعلمی ترک نصرت اہل کوفہ سے اور لاعلمی موضع آب سے اور چار باقی امروں کو شیخ نے تسلیم کیا ہے یعنی امام حسین کی شہادت کا یقین ہونا خود امام حسین علیہ السلام کو اس سفر میں اپنے مقتول ہونیکا علم ہونا آپ پر پانی کا بند کیا جانا۔ آپکا پیاسا شہید ہونا۔ پھر بھی مرزا حیرت صاحب اس جواب سے یہ سمجھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کو اپنی شہادت کا علم نہ تھا اس سمجھ کی اور اس دماغ کی ناظرین کو داد دینی چاہیئے۔ کیا خوب مرزا صاحب عربی عبارتوں اور علما کے کلام کو سمجھتے ہیں واہ مرزا صاحب خوب سمجھے۔ گر ہمیں مکتب است و ایں ملا + کار طفلاں تمام خواہد شد + مرزا صاحب کی تو یہ حالت ہے، اور انکے جاہل مرید انکو مولانا سے تعبیر کرتے ہیں۔

خیر ناظرین کو اب تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مرزا صاحب نے شیخ مفید علیہ الرحمۃ کی عبارت سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ بالکل غلط ہے اور وہ شیخ کی عبارت کو سمجھے ہی نہیں ہیں

اب دوسری بات لیجیے مرزا صاحب کا بیان ہے، کہ شیعوں کی کتابوں سے خصوصاً بحار الانوار سے انکار شہادت امام حسین علیہ السلام پایا جاتا ہے اور اپنے اس بیان پر بحار الانوار صفحہ ۱۶۲ کی عبارت آپ نقل فرماتے ہیں جو ناظرین کے سامنے غالباً موجود ہوگی مگر میں دکھلاتا ہوں کہ اسموقع پر مرزا صاحب نے کسقدر خیانت سے کام لیا ہے

اور کیسا جھوٹ بولا ہے اگر اسکو لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ والی مثل نہ کہینگے تو اور کیا کہینگے۔ مرزا صاحب نے اس موقع پر اصل کتاب کی اوّل و آخر عبارت اڑا دی ہے اور بے ربط جملہ تحریر فرمایا ہے اور یہ خیال کیا ہے کہ بیچارے جاہل ناظرین اخبار کرزن گزٹ اصل کتاب کو دیکھ تو سکینگے نہیں اسلئے میرے دام فریب میں آکر شہادت سید الشہدا سے انکار کر دینگے اور یوں میرا مطلب آئیگا لیکن ناظرین کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ جادو انہیں گنواروں پر چل سکتا ہے جو جاہل ہیں اور اپنو شاید انپر بھی نہ چلے کیونکہ میں اصل امر واضح کئے دیتا ہوں۔

دراصل یہ ہے کہ بحار الانوار جلد دہم میں علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے جہاں اور بہت سے ابواب لکھے ہیں ایک باب خاصکر اس امر کی تحقیق میں بھی لکھا ہے کہ مصیبت شہادت مظلوم کربلا اعظم مصائب سے ہے اور جو لوگ انکار شہادت کرتے ہیں وہ ملعون ہیں چنانچہ اصل حدیث یہ ہے۔

ن تمیم القرشی عن ابیہ عن احمد بن علی الانصاری عن الھروی قال قلت للرضا علیہ السلام ان فی سواد الکوفۃ قوماً یزعمون ان النبی لم یقع علیہ سھو فی صلوٰتہ فقال کذبوا لعنھم اللہ ان الذی لا یسھو ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو قال قلت یا ابن رسول اللہ و فیھم قوم یزعمون ان الحسین بن علی لم یقتل و انہ القی شبھہ علی حنظلۃ بن سعد الشامی و انہ رفع الی السماء کما رفع عیسیٰ بن مریم علیہ السلام و یحتجون بھذہ الایۃ وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکَافِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا فقال کذبوا علیھم غضب اللہ و لعنتہ و کفروا بتکذیبھم لنبی اللہ فی اخبارہ بان الحسین بن علی سیقتل و اللہ لقد قتل الحسین و قتل من کان خیرا من الحسین امیر المؤمنین و الحسن بن علی و ما منا الا مقتول و انا و اللہ لمقتول بالسم

باغتيال من يغتالني اعرف ذلك بعهد معهود الي من رسول الله اخبره به جبرئيل عن رب العالمين، واما قول الله عز وجل لَن يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا فانه يقول لن يجعل الله لكافر على مؤمن حجة ولقد اخبر الله عز وجل من كفار قتلوا النبيين بغير الحق ومع قتلهم اياهم لم يجعل الله لهم على انبيائه سبيلا من طريق الحجة ؛

تمیم قرشی نے اپنے باپ سے اس نے احمد بن علی انصاری سے اس نے ہروی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے مینے عرض کیا امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں کہ سواد کوفہ میں کچھ لوگ ہیں جو دعوی کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نماز میں سہو نہیں واقع ہوا تو آپنے فرمایا وہ جھوٹے ہیں خدا انپر لعنت کرے بیشک جس سے سہو نہیں ہوسکتا وہ اللہ تعالی ہے جسکے سوائے کوئی معبود نہیں۔

ہروی کہتا ہے مینے کہا اور انہیں (سواد کوفہ والوں) میں کچھ لوگ ہیں جو اس بات کا دعوی کرتے ہیں کہ حسین بن علی قتل نہیں ہوئے اور آپکی شبیہ حنظلہ بن سعد شامی پر ڈالی گئی اور وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے جیسے عیسی بن مریم اور وہ اس آیت کو دلیل میں پیش کرتے ہیں لَن يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا یعنی کافروں کو مومنین پر اللہ تعالی نے راہ نہیں دی ہے تو آپ (امام رضا علیہ السلام) نے فرمایا وہ جھوٹے ہیں۔ انپر خدا کا غضب اور لعنت ہے اور وہ کافر ہوگئے کیونکہ انہوں نے اللہ کے نبی کی تکذیب کی۔ اس معاملہ میں آپ نے حسین بن علی کی بابت خبر دی تھی کہ وہ عنقریب قتل کئے جائینگے (یعنی شہید ہونگے) خدا کی قسم حسین قتل ہوئے اور وہ لوگ بھی قتل ہوئے جو حسین سے بہتر تھے۔ یعنی امیرالمومنین علی ابن ابیطالب اور حسن بن علی اور ہم میں سے سب لوگ مقتول ہونگے (یعنی تمام ائمہ) اور خدا کی قسم میں بھی زہر سے ضرور قتل ہونگا۔ ایک دھوکے باز قاتل کے

ہاتھ سے جو دھوکے سے قتل کریگا۔ میں اِس بات کو اس عہد معلوم کے ذریعہ سے جانتا ہوں جو رسولخدا سے پہنچا ہے اور انکو خدا تعالیٰ کیطرف سے جبرئیل نے خبر دی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ لَن یَّجعَلَ اللہُ لِلکَافِرِینَ عَلَے المُؤمِنِینَ سَبِیلًا۔ تو پروردگار یہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافرونکو مومن پر غلبہ حجت نہیں دیا ہے اور بے شبہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ (اگلے) انبیاء کو کافروں نے ناحق قتل کیا اور باوجود انہوں نے انبیاء کو قتل کیا۔ پھر بھی اللہ نے اُنپر کافرونکو حجت کی راہ سے موقع نہیں دیا یعنی حجت کے ذریعہ سے غالب نہیں کیا۔

ابتو ناظرین کو خوب معلوم ہو گیا کہ مرزا حیرت صاحب نے کیا کیا کانٹ چھانٹ اس حدیث میں کی تھی اور کیسی کھلی فریب کاری ابلہ فریبی کی تھی کہ کہدیا شیعونکی کتاب بحار میں بھی حضرت کی عدم شہادت لکھی ہوئی ہے گویا اس سے ظاہر کیا تھا کہ شیعہ امامیہ بھی قایل ہوئے ہیں۔ حالانکہ جو لوگ اپنی جہالت اور حماقت سے اسبات کے قائل ہوئے تھے اُنپر معصوم علیہ السلام نے لعنت کی ہے اور جو کوئی اس امر کا قائل ہو گا وہ اسی حدیث کی رو سے خدا کا ملعون اور مغضوب علیہ ہو گا۔ امامیہ اثنا عشریہ فرقہ میں اور نیز اہل سنت والجماعت میں سے ابتدا سے اسوقت تک کوئی منکر شہادت نہیں ہوا (اسلئے کہ وہ ایک سچا واقعہ تھا) سوائے مرزا حیرت صاحب کے اور آپ جو قائل ہوئے تو اس قول کے بھی ضرور سزاوار ہوئے جو معصوم نے فرمایا ہے۔ مرزا صاحب نے چالاکی سے اس حدیث کا پورا حصہ درج نہیں کیا کیونکہ دیکھا اگر لکھتا ہوں تو عام ناظرین اخبار ملعون کہنے لگینگے اور مضمون اخبار اکھڑ جائیگا اسلئے خیانت سے کام لیا جو ایسی طبیعت والوں کا شیوہ ہے لیکن مینے اس راز کا افشا کر دیا۔ اب ناظرین مضمون ہذا کو اختیار ہے مرزا صاحب کی نسبت جو رائے چاہیں قائم کریں۔ یاد رہے کہ اس حدیث میں دو

لفظ ہیں ایک تو کفر و ابتکذ یبھم لنبی اللہ اور دوسرا علیہم غضب اللہ و لعنتہ
ایک یہ امر بھی قابل گذارش ہے کہ وہ لوگ بھی جو اس بات کے قائل ہوئے تھے کہ
امام حسین حضرت عیسٰی کیطرح آسمان پر اٹھ گئے اور حضرت کی شکل میں حنظلہ
بن سعد شامی مارے گئے وہ بھی اس امر کے قائل نہیں تھے کہ امام حسین قسطنطینہ
کو بھاگ گئے ۔ اور بال بچوں کو معرض ہلاکت میں چھوڑ گئے ۔ بلکہ ان کا مطلب
ہے کہ امام حسین علیہ السلام کربلا میں پہنچے مگر قتل نہیں ہو سکے بلکہ خدا نے اُن کو
آسمان پر اٹھا لیا ۔ اگرچہ یہ خیال بھی تمام اہل عقول کے نزدیک غلط ہے مفسرین
محدثین ۔ موخین سب اسکی تکذیب کرتے ہیں لیکن تاہم غلط ہی سہی وہ ایک
عقلی دلیل تو پیش کرتے ہیں مگر مرزا حیرت صاحب کہ محض وہم کے گھوڑے
دوڑاتے ہیں اور وہ بے پر کی اڑاتے ہیں جسکا کوئی تک ہی نہیں ۔

مرزا حیرت صاحب "یزید" کی طرفداری میں اسے امام حسین علیہ السلام کے خون
میں شرکت سے بچانا چاہتے ہیں لیکن یہ خیال نہیں کرتے کہ اس قسم کی طرفداری
سے رسول کے نواسہ پر کتنا بڑا الزام قائم ہوتا ہے ۔ بے حمیتی ۔ بے غیرتی
بے ایمانی بزدلی ۔ وغیرہ وغیرہ امور کا الزام معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت پر قائم
ہوا جاتا ہے ۔ اسکے کیا معنی کہ امام حسین اپنی جان بچا کر بال بچوں اور بھائی بندوں عزیز
اقارب اور دوست احباب کو لڑائی کی آگ میں ڈالکر بھاگ گئے ایسا کام تو کوئی پاجی قوم
کا آدمی بھی نہیں کرتا معاذ اللہ حضرت سے کیونکر ہو سکتا تھا ۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ مرزا
حیرت صاحب کو اگر کوئی ایسا موقع درپیش ہو تو وہ اپنی جان بچا کر بھاگ جا سکتے ہیں
لیکن سبط رسول الثقلین کی حمیت و غیرت و ایمان و شجاعت کا ہرگز تقاضا نہیں
تھا کہ معاذ اللہ ایسا کرتے ۔ اسموقع پر مسلمانوں کو مطلق عرب کی غیرت و حمیت
و شجاعت پر غور کرنا چاہیئے کہ عموماً عرب کا ایسے حال میں کیا طریقہ رفتار ہوتا تھا کیا

وہ ایسے موقع پر بھاگ جاتے تھے یا جان دیتے تھے اور اگر بفرض محال ایسا کرتے بھی تو اپنے نانا رسول اللہ کو کیا منہ دکھاتے۔ اپنے جیتے جی انکی عترت طاہرہ کو قید کرا کے شہر بشہر پھرواتے پھر رسول خدا کو کیا جواب دیتے۔ پناہ بخدا کیسا نجس خیال مرزا صاحب کا ہے اب بھی توبہ کریں تو شاید نجات ہو جائے۔

اب دو تین اور راو پری باتیں مرزا جی کی سنیئے اور انکے فہم کی داد دیجئے اور مضمون نگار کو دعا دیتے ہوئے مضمون کو ختم کیجئے۔

مرزا صاحب اپنے کرزن گزٹ ۲۳- ستمبر ۱۹۰۸ء میں فرماتے ہیں مگر تین سو برس کے بعد جو نسلیں مسلمانوں میں پیدا ہوئیں انہیں کل پیشین گوئیوں کا علم ہوگیا۔ پھر کرزن گزٹ مطبوعہ ۸- اکتوبر ۱۹۰۸ء میں لکھتے ہیں ایک صدی یا ڈیڑھ صدی تو کسی قدر سکوت سے گذری مگر اے تاج الاصفیا جوں جوں خودغرضی تیرے دشمنوں کے دلوں میں گھر کرتی گئی الخ۔ پہلی عبارت کا مطلب مع ماقبل و مابعد کے مرزا حیرت صاحب نے یہ لکھا ہے کہ تین سو برس کے بعد جو قومیں اور نسلیں پیدا ہوئیں انہوں نے نئی نئی حدیثیں امام حسینؑ کی پیشین گوئیوں کے متعلق گھڑلیں اس سے پہلے یہ روایتیں نہ تھیں اور دوسری عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ایک صدی یا ڈیڑھ صدی تک تو شورش کچھ نہ ہوئی مگر بعد میں لوگوں نے شہادت امام حسین علیہ السلام کے مضمون گڑھے۔

میں کہتا ہوں کہ اوّل تو دروغگو را حافظہ نباشد کا مضمون انہیں دو عبارتوں سے واضح ہے کہ کہیں تو تین سو برس کے بعد وضع روایات کی نسبت فرماتے ہیں اور کہیں ایک صدی ڈیڑھ صدی۔ در اصل یہ ہے کہ جب آدمی جھوٹ بولنے کی قسم کھا لیتا ہے تو اسکو کچھ یاد نہیں رہتا کہ میں پہلے کیا کہہ گیا ہوں اور بعد میں کیا کہتا ہوں اور آیندہ کیا کہونگا مگر میں مرزا حیرت صاحب کو اوّل تو یہ بتاتا ہوں

کہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں کیونکہ واقعہ شہادت کی شہرت ان دونوں وقتوں سے پہلے ہو چکی تھی اور کتابیں اس پر مدون ہو چکی تھیں کیا مرزا صاحب محمد بن سیرین محدث و امام فن تفسیر کو کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسی زمانہ اور اسی خیال کے آدمی تھے اس بزرگ کا انتقال تو ۱۱۰ہجری میں ہوا ہے لیکن یہ بزرگ محدث اسوقت کا آدمی ہے جبکہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی ہے اور اس وقت کے واقعات بیان کرتا ہے۔ کیا تاریخ الخلفا مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۱۴۰ کی عبارت مرزا صاحب کے پیش نظر نہیں ہے جسمیں علامہ سیوطی نے ابن سیرین مذکور الصدر سے واقعہ شہادت امام حسینؑ کو نقل کیا ہے۔

کیا عبداللہ بن عباس ایک صدی یا تین صدی کے آدمی ہیں جنسے علمائے اعلام اور محدثین کرام نے واقعہ شہادت کی خبر لکھی ہے کیا انس بن مالک تیرہ صدی کے آدمی تھے جنسے ترمذی اور امام بخاری نے واقعہ شہادت کے متعلق نقل کیا ہے کیا عبداللہ بن عمر مرزا صاحب کے ہم مکتب تھے جنسے امام بخاری نے مچھر کے خون کے استفسار پر قتل امام حسین علیہ السلام کی روایت نقل کی ہے انصاف شرط ہے کیا ابو مخنف لوط بن یحییٰ عربک سکول دہلی کا طالب علم تھا جس نے واقعہ شہادت کے چند ہی دنوں بعد کتاب مقتل مرتب کر کے عالم میں شایع کی کیا وہ جلیل الشان بہادر مختار جس نے کوفے اور بصرے کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور قاتلانِ حسینؑ کو چن چن کے قتل کیا کوئی آجکے آدمی تھے یہی واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام تو تھا کہ جسکے معاوضہ میں مختار نے یزیدیوں کو قتل کیا اور انکا بالکلیہ استیصال کر کے دار البوار کیطرف روانہ کر دیا اور جسکا تذکرہ الیٰ یوم القیامت عالم تک صفحہ روزگار پر جلی قلم سے لکھا رہیگا مگر ممکن ہے کہ ایسے اشخاص جنکی نگاہیں شپرک کی نگاہوں سے زیادہ کمزور ہیں ان حرفوں کو نہ پڑھ سکینگے۔ لیکن کیا مضائقہ ہے

گرنہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

دوسری بات جو قابل مضحکہ ہے وہ یہ ہے کہ ام الفضل والی روایت جسمیں پیشگوئی شہادت امام حسین علیہ السلام کی مذکور ہے اور وہ روایت حاکم اور ابو داؤد نے اپنی کتابونمیں ذکر کی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مقام پر ابو داؤد کا نام لکھا ہے حالانکہ ابو داؤد میں کہیں پتہ بھی نہیں" مرزا حیرت صاحب کو اپنے ہان کے عالموں کا بھی حال معلوم نہیں انکو بالکل خبر نہیں کہ ابو داؤد ایک ہی ہیں یا دو حالانکہ ابو داؤد دو صاحب گزرے ہیں ایک **سجستانی** جنکی کتاب حدیث میں **سنن ابو داؤد** کے نام سے معروف ہے۔ دوسرے **طیالسی** جنکی کتاب **مسند ابو داؤد** طیالسی کے نام سے معروف ہے انکا انتقال ۲۰۳ھ ہجری میں ہوا ہے اور ابو داؤد سجستانی صاحب سنن کا انتقال ۲۷۵ھ ہجری میں ہوا ہے وہ انسے مقدم ہیں اور انہیں نے یہ روایت باب فضایل میں درج کی ہے مگر مرزا صاحب کو کیا خبر جھٹ کہدیا کہ ابو داؤد میں کہیں پتہ بھی نہیں! حضرت کسی مضمون کے لکھنے کیلئے بڑی جانکاہی درکار ہے سرسری معلومات سے کام نہیں چلتا۔

تیسرے یہ کہ مرزا صاحب **سر الشہادتین** کی نسبت فرماتے ہیں کہ **شاہ عبد العزیز صاحب** دہلوی کی تصنیف سے نہیں ہے صرف اسلئے کہ اس میں امام حسین مظلوم کربلا کی شہادت کا ذکر ہے اور اس سے انکا محب حسین ہونا پایا جاتا ہے اگر کہیں سب اہل بیت میں یہ کتاب لکھی ہوتی تو مرزا صاحب کبھی نہ انکار کرتے حالانکہ مرزا صاحب کے پاس کوئی معقول وجہ اس انکار کی نہیں ہے اب وہ چند فضول باتیں اس انکار میں پیش کرتے ہیں مثلاً بعض احادیث کی نسبت فرماتے ہیں (اخبار کرزن گزٹ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء) "یہ کتاب شاہ عبد العزیز دہلوی کی تصنیف سے نہیں ہے بلکہ ایک شیعہ کی قوت متخیلہ کا نتیجہ ہے۔ کتاب کے مضامین

خود اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ عقل اور نقل سے اسمیں بالکل کام نہیں لیا گیا بلکہ چند بے جوڑ فرضی روایتوں کو نقل کرکے اہل سنت والجماعت کو گمراہ کیا گیا ہے مثلاً آغاز کتاب میں یہ کہانی لکھی گئی ہے جو حسب ذیل ہے

ثم لما وقعت واقعة الشهادة اشتهر امرها بانقلاب التربة دما وامطار الدم من السماء وهتف الهواتف بالمراثي ونوح الجن وبكائهم وطواف السباع حافظات جثته ودخول الحيات في مناخر قاتله الى غير ذلك

یعنی پھر جب شہادت کا واقعہ واقع ہوا تو اسکا شہرہ اسطرح پر ہوا کہ مٹی خون ہوگئی۔ اور آسمان سے خون برسا۔ اور آواز غیبی سے مرثیے سنے گئے اور آپکی نعش کے گرد درندوں کا گھومنا نگہبانی کیواسطے۔ اور جنوں کا رونا اور سانپوں کا انکے قاتلوں کے نتھنوں میں گھسنا علی ہذا القیاس" انتہی شد عبارت مرزا صاحب

اب میں ناظرین کو اسطرف متوجہ کرتا ہوں کہ دیکھیں مرزا صاحب نے اس عبارت کے مضامین کو خلاف عقل و نقل فرمایا ہے اس عبارت میں چھ چیزیں مندرج ہیں جن پر مینے نمبر لگا دیئے ہیں۔

مرزا صاحب کے خیال کے بموجب اس بے عقلی کے مرتکب اول تو ترمذی صاحب ہوئے ہیں جنہوں نے جامع ترمذی میں وہ روایت نقل کی کہ ابن زیاد کے نتھنوں میں سانپ گھسا اور نکلا جسے پہلے میں نے مع صفحہ اور مطبع کے نشان کے نقل کیا ہے (جنکا انتقال ۲۷۵ھ ہجری میں ہوا ہے اس لکھنے سے یہ مطلب ہے کہ انکی قدامت ثابت کیجائے۔

دوسرے علامہ سیوطی صاحب اس بے عقلی کے مرتکب ہوئے جنہوں نے تاریخ الخلفا (صفحہ ۱۴۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی) میں مٹی کے خون ہو جانے اور جنوں کے نوحہ کو نقل کیا ہے علامہ سیوطی کی عقل مرزا جی کی عقل سے بہت کم تھی وہ بالکل

نہ سمجھے کہ آیا یہ حدیث جو مَیں بیہقی اور ابو نعیم اور ثعلب سے نقل کرتا ہوں عقل کے موافق بھی ہے یا نہیں۔ کاش وہ اس زمانے میں ہوتے اور مرزا صاحب سے مشورہ لیکر ان روایتوں سے اپنی تاریخ کو زینت دیتے اور نیز یہ ساری عبارت علامہ سیوطی کی تاریخ الخلفا میں مذکور ہے ولما قتل الحسین مکثت الدنیا سبعۃ ایام والشمس علی الحیطان کالملاحف المعصفرۃ والکواکب یضرب بعضہا بعضا وغیرہ یعنی جب امام حسینؑ قتل ہوئے تو دنیا کی حالت سات دن ایسی رہی کہ دیواروں پر دھوپ ایسی معلوم ہوتی تھی کہ گویا زعفران میں رنگی ہوئی چادریں پڑی ہیں اور ستارے ایکدوسرے سے ٹکراتے تھے" وغیرہ امور جو ناظر کتاب تاریخ الخلفا پر مخفی نہیں ہیں۔ مجکو یقین ہے کہ علامہ سیوطی بہ نسبت مرزا حیرت کے زیادہ فلسفہ دان اور کامل محدث تھے اگر یہ بات خلاف عقل و نقل ہوتی تو کبھی کتاب میں درج کرتے۔ لیکن مرزا صاحب کو یہ علم کہاں جو ان غامض امور کے فلسفہ کو سمجھ سکیں۔

تیسرے اس حماقت اور بیعقلی کے مرتکب علامہ ابن حجر مکی ہوئے ہیں جنہوں نے امام احمد بن حنبل سے جو ۲۴۱ھ ہجری میں گزرے ہیں سُرخ مٹی والی روایت صفحہ ۱۱۵ میں نقل کی ہے اور نیز اسی صفحہ میں بغوی اور احمد اور عبد بن حمید اور ابن احمد اور ابو حاتم سے اس مٹی کے سُرخ ہوجانیکو لکھا ہے جسے جناب رسالتمآبؐ نے ام المومنین ام سلمہ کے پاس رکھوایا تھا اور نیز ام سلمہ سے نوحہ جن کی بابت دو شعر نقل کئے ہیں۔

ایہا القاتلون جہلا حسینا ٭ ابشروا بالعذاب والتنکیل

قد لعنتم علی لسان ابن داؤد ٭ وموسی وصاحب الانجیل

علامہ ابن حجر نے بھی سخت غلطی کی پہلے یہ سمجھ لیا کہ ۱۳۲۲ ہجری میں ایکشخص

مرزا حیرت نامی ہونے والے ہیں جو میری اس تحریر کو خلاف عقل و نقل بتائینگے لہذا مجکو اسکی نقل سے بچنا چاہیئے مگر کیا کریں وہ بیچارے اس بات سے جاہل تھے آخر مرزا صاحب نے انکو لے ہی ڈالا۔

مگر یہ مرحلہ قیامت کے دن طے ہوگا جبکہ مرزا کا گریبان اور علامہ سیوطی و ابن حجر و احمد بن حنبل و ابن احمد بن حنبل و ابو حاتم وغیرہم کے ہاتھ ہونگے اسدن وہ چلینگی کہ مرزا صاحب کو بھی معلوم ہوگا کہ کیسے ان بزرگ عالموںکو انہوں نے جھٹلایا ہے اور کسطرح انکی کتابوںکو ردی بتایا ہے اور کہا کہ یہ بالکل مجنون کی بڑ ہے جسکو سوائے اعتقاد کے دنیا میں کوئی سچا نہیں کہتا افسوس کہ مرزا صاحب نے اپنے ان بزرگ عالمونکی کچھ قدر نہ کی اور ایک بار رگی ان سب بزرگونکو مجنون بنا دیا جنکی نسبت عام مسلمانونکا خیال ہے کہ یہ حافظ شریعت تھے اور اگر یہ لوگ احادیث کی کتابیں مدون نہ کرتے تو آج کہیں اسلام کا پتہ بھی نہ چلتا۔

یہ پہلی بات جو مرزا حیرت صاحب کی ناواقفیت کو بتاتی ہے اور یہ کہ انکے پاس وہ کتابیں یا تو موجود نہیں ہیں جنمیں سے حوالہ روایات دیا گیا ہے یا ہیں مگر موافق مقولہ مرغ کی ایک ہی ٹانگ تھی" کے اسکے ملاحظہ کے بعد انکار کرتے ہیں۔

ملاحظہ ہو مرزا حیرت صاحب سرالشہادتین کی ایک روایت پر مضحکہ فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے، قال انی سمیتہم باسماء ولد ھارون شبرا وشبیر و مشبر واخرجہ الطبرانی فی الکبیر والدارقطنی فی الافراد والحاکم والبیہقی وابن عساکر کلہم عن علی کرم اللہ وجہہ واخرجہ البغوی والطبرانی عن سلمان رضی اللہ تعالی عنہ لہ خلاصہ مطلب اسکا یہ ہے کہ رسول نے فرمایا کہ میں نے حسن و حسین و محسن کا نام شبیر و شبر کے نام پر رکھا ہے جو ہارون کے بیٹوں کا نام تھا۔ اور یہ مضمون طبرانی۔ دارقطنی۔ حاکم۔ بیہقی۔ ابن عساکر اور بغوی نے بیان کیا ہے

مرزا صاحب اسپر اپنے اخبار مطبوعہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۵ء میں فرماتے ہیں "چالاک شیعی مصنف نے ان سب کے فرضی نام یہاں لکھدیئے ہیں۔ حالانکہ اسمین بحار الانوار سے یہ سارا مضمون انتخاب کیا ہے" مرزا صاحب کو یہ نہیں معلوم ہے کہ محمد بن طلحہ شافعی مصنف کتاب مطالب السئول فی مناقب آل الرسول اور علامہ سبط ابن جوزی مصنف تذکرہ خواص الائمہ اور ابن حجر مکی مصنف صواعق محرقہ وغیرہم علامہ مجلسی مؤلف بحار الانوار سے پہلے گزرے ہیں یا پیچھے اور یہ کہ مذکورہ صدر کتابونمیں یہ مذکور ہے یا نہیں ناظرین کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ مضمون جسے سنی تشہادتین میں نقل کیا ہے اسکو مطالب السئول۔ صواعق محرقہ۔ تذکرہ خواص ائمہ وغیرہ اہل سنت کی کتابونمیں نقل کیا ہے چنانچہ میں بنظر تخفیف ناظرین فقط صواعق محرقہ اور مودۃ القربیٰ کی عبارت لکھتا ہوں اور اگر مرزا صاحب کو اطمینان نہوگا تو اور کتابونکی عبارتیں بھی مع صفحہ اور سطر کے نقل کرونگا لیکن انشاء اللہ میں کبھی خیانت سے کام نہ لونگا جیسے مرزا صاحب نے بحار کی عبارت کے نقل میں کام لیا ہے۔

صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۵ **الحدیث السابع والعشرون** اخرج البغوی و عبد الغنی فی الایضاح عن سلمان رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سمّی ھٰرون ابنیہ شبرًا وشبیرا وانّی سمّیت ابنی الحسن والحسین بما سمّٰی بہ ھٰرون ابنیہ یعنی بغوی نے اور عبد الغنی نے اپنی کتاب ایضاح میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایتکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہارون نے اپنے دونوں بیٹونکا نام شبر و شبیر رکھا تھا اور مینے بھی اپنے دونوں بیٹونکا نام وہی رکھا ہے جو ہارون نے اپنے بیٹوں کا نام رکھا تھا"

بغوی جنسے ابن حجر نے یہ روایت نقل کی ہے بڑے مستند عالم گذرے ہیں انکی تصنیف سے تفسیر معالم التنزیل مصابیح جمع بین الصحیحین شرح مسند معجم ہیں

ان کا انتقال ۵۱۶ھ ہجری میں ہوا ہے۔

اب مرزا صاحب فرمائیں کہ یہ مضمون بحار الانوار سے نقل کیا گیا ہے جبکہ بحار کا دنیا میں پتہ بھی نہ تھا یا صواعق محرقہ اور بغوی وغیرہما سے لیا گیا ہے جو صاحب بحار سے مدتوں پہلے تھے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جس روایت پر مرزا صاحب مضحکہ کرتے ہیں مضحکہ در اصل علامہ ابن حجر اور بغوی پر ہے نہ مولف سر الشہادتین پر پانچوین ایک اور روایت پر مرزا صاحب کو حیرت ہے اور اس لئے آپنے اپنا تخلص حیرت رکھا ہے کیونکہ آپکو سچے واقعات سے عموماً حیرت ہو جاتی ہے جبکہ آپ اسکی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے۔ آپ آٹھویں اکتوبر ۱۹۰۵ء کے اخبار میں بہت سی فضول عبارتیں لکھتے لکھتے ایک مقام پر صفحہ ۴ کالم ۳ میں لکھتے ہیں۔ بحار الانوار ج ۱۰ صفحہ ۹۷ میں لکھا ہوا ہے۔ یحییٰ بن کثیر اور سفیان بن عیینہ دونو روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے منبر پر بیٹھے ہوئے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے رونے کی آواز سنی آپ اُسیوقت گھبرا کے کھڑے ہو گئے پھر فرمایا اے لوگو اولاد فتنہ ہی ہوتی ہے میں انھیں دیکھنے کیلئے کھڑا ہوا تھا۔ کیونکہ مجھے پریشانی کے مارے خبر تک نہ رہی"۔

اسکے بعد مرزا صاحب نے عربی عبارت بحار کی نقل کی ہے جسکا ترجمہ اوپر مذکور ہوا پھر فرماتے ہیں۔ "افسوس ہے کہ جسکی پیدائش پر جبرئیل کئی کروڑ فرشتوں کو لیکر حضور انور کے پاس مبارکبادی دینے کے لئے آئے ہوں اور جسکی ذات اسلام کیلئے حجت گردانی جائے اس ذات کو یہ لوگ فتنہ سے ہلاک کرین پناہ بخدا یہ انہیں لوگوں کا جگر اور انہیں لوگوں کا دل گردہ ہے۔

اب میں عرض کرتا ہوں مرزا حیرت نے یہ چالاکی فرمائی ہے کہ اس روایت کو بحار الانوار سے نقل کر کے تمسخر کیا کیونکہ انکو ڈر تھا کہ اگر میں کسی اہل سنت کی کتاب سے نقل کر کے یہ مسخراپن کرونگا تو تمام اہل سنت والجماعت میرے پیچھے پڑ جائینگے

حالانکہ مرزا صاحب کو معلوم ہے کہ یہی روایت کسی قدر اختلاف الفاظ سے ترمذی شریف میں موجود ہے دیکھو ترمذی مطبوعہ مطبع نولکشور صفحہ ۵۸۶ و ۵۸۷ حدثنا الحسین بن حریث نا علی بن الحسین بن واقد ثنی ابی ثنی عبد اللہ بن بریدۃ قال سمعت ابی بریدۃ یقول کان رسول اللہ صلعم یخطبنا اذ جاء الحسن و الحسین علیہما قمیصان احمران یمشیان و یعثران فنزل رسول اللہ صلعم من المنبر فحملہما و وضعہما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ نظرت الی ہذین الصبیین یمشیان و یعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی و رفعتہما یعنی حدیث بیان کی ہمسے حسین بن حریث نے اس نے کہا ہمسے بیان کیا حسین بن واقد نے اس نے کہا مجھسے بیان کیا عبد اللہ بن بریدہ نے اس نے کہا میں نے سنا اپنے باپ بریدہ کو کہتے تھے کہ رسول اللہ ہمارے سامنے خطبہ پڑھتے تھے کہ یکایک حسن اور حسین دونوں صاحب سرخ کرتے پہنے ہوئے تھے چلتے تھے اور لڑکھڑاتے تھے۔ پس رسول اللہ منبر پر سے اتر پڑے اور دونوں صاحبزادوں کو اٹھالیا اور اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر فرمایا سچ کہا اللہ نے یعنی تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں ہم نے ان دونوں بچوں کو دیکھا چلتے تھے اور لڑکھڑاتے تھے۔ پس میں صبر نہ کر سکا یہانتک کہ میں نے اپنی گفتگو قطع کر کے انکو اٹھا لیا،،

کہئے مرزا صاحب کیسی پتے کی کہی کیا آپکو معلوم نہ تھا کہ ترمذی صاحب نے بھی حسن اور حسین کو فتنہ لکھا ہے اگرچہ یہ روایت ہوبہو روایت بحار الانوار سے مطابق نہیں ہے مگر غرض یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم کا یہ فرمانا کہ انما اموالکم و اولادکم فتنۃ اور منبر سے اتر پڑنا اور اپنا خطبہ قطع کرنا اور صاحبزادونکو اٹھا لینا ترمذی صاحب نے بھی نقل کیا ہے اور پھر اس روایت کو حسن بھی فرمایا ہے۔

مرزا صاحب کو لفظ فتنہ پر حیرت ہوئی کہ آدمی کیونکر فتنہ ہو سکتا ہے آپکو فتنہ کے

معنی معلوم نہیں آپ جانتے ہیں کہ جس معنی سے دلی میں جامع مسجد کے نیچے فتنہ بولا
جاتا ہے اسی معنی سے عرب میں بھی فتنہ کا استعمال ہے حالانکہ ہندوستانی
زبان میں فتنہ کا لفظ فساد کے معنی میں بولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے فلاں شخص نے
بڑا فتنہ وفساد قائم کر دیا۔ مگر عرب میں تو فتنہ کے کچھ اور ہی معنی ہیں الفتنۃ اسم
لما یفتتن علیہ فتنہ اسے کہتے ہیں جسپر آدمی شیفتہ ومفتون ہو جائے اور
ظاہر ہے کہ اموال و اولاد پر آدمی شیفتہ ومفتون ہوتا ہے خصوصاً جبکہ اولاد
میں کوئی خاص فضیلت بھی ہو اور یہ بات معلوم ہے کہ حسنین کی فضیلت جیسی
رسول خدا جانتے تھے کوئی دوسرا سمجھ نہیں سکتا اور جس وجہ سے آپ فرماتے
تھے من احبہما احبنی ومن ابغضہما ابغضنی جو کہ آپکی مقدس کتابوں کی احادیث
میں مروی ہے۔ پس اگر اپنے فرزندوں کے دلدادہ وشیدا تھے تو کیا عجیب ہے مگر اس
باریک بات کا سمجھنا مرزا صاحب کو کہاں نصیب۔ پھر میں مرزا صاحب کو
صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۴ کیطرف متوجہ کرتا ہوں ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔
الحدیث السابع والعشرون اخرج احمد واصحاب السنن الاربعۃ
وابن حبان والحاکم عن بریدۃ ان النبی صلعم قال صدق اللہ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ
اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ نظرت الی ھذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر
حتے قطعت حدیثی ورفعتہما یہ وہی مذکورہ سابق روایت ہے جس کو
ابن حجر نے کہا ہے کہ **احمد بن حنبل** اور اصحاب سنن اربعۃ یعنی سنن ترمذی
سنن ابن ماجہ وغیرہ اور ابن حبان اور حاکم نے نقل کیا ہے کیوں مرزا صاحب ترمذی
صاحب۔ احمد بن حنبل صاحب۔ حاکم صاحب۔ ابن حبان صاحب۔ اور ابن ماجہ صاحب
وغیرہ یہ سب شیعہ غالی اور تبرائی شیعہ تھے یا آپ کے اسلاف کرام تھے
اگر غالی شیعہ تھے تو آپ انکی کتابوں کو آگ لگائیے ورنہ ایک دیکھیے صفوونیا بہ

انکے رہنے سے فائدہ ہی کیا اور اگر کاملین علمائے اہل سنت اور محدثین کبار سے تھے تو انکے لکھے پر ایمان لائیے اور اپنے کئے سے توبہ کیجئے۔ آپ کا یہ جادو کبھی نہیں چلنے کا کہ کسی حدیث کو آپ شیعوں کے ہاں سے نقل کر کے اعتراض کر دیں اور حالانکہ وہ آپکے ہاں بھی موجود ہو اور میں اسکا پتہ نہ لگا دوں۔ مگر آپ کو تو دنیا کو فریب دہی مقصود ہے اس سے کیا مطلب کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں سچ ہے یا جھوٹ اپنا اخبار نکلے جائے چاہے مہملات وخرافات ہی سے بھرا ہوا کیوں نہو۔

اب میں آپکو ہدایت کرتا ہوں کہ اس روش کو چھوڑیئے اور پرائے شگون کیلئے اپنی ناک نہ کٹائیے آپ جو کچھ لکھ رہے ہیں اسمیں کچھ شیعوں کا نقصان نہیں ہے بلکہ اس تحریر سے آپکے مذہب کی تمام کتابیں ردی ہوئی جاتی ہیں۔ کتب صحاح وستہ بے اعتبار ہوئی جاتی ہیں۔ سنن و مسانید آپکے مذہب کے تو وہ کذب و افترا بنے جاتے ہیں۔ کیونکہ شیعوں نے جہانتک فضائل اہل بیت لکھے ہیں انمیں بہت بڑا حصہ وہی ہے جو کتب اہل سنت و الجماعت اور ان کے سنن و مسانید سے لیا ہے آپکو خبر تو ہے نہیں لیکن اگر آپ اُن کتب کو دیکھنا چاہینگے تو اس وقت بھی ممکن ہے۔ میں نہایت قوی امید اور مضبوط خیال سے کہتا ہوں کہ جس حدیث پر آپ اعتراض کرتے ہیں یا اسے محل مضحکہ قرار دیتے ہیں وہ اعتراض آپ ہی کی سند و صحاح کتب احادیث پر ہے جیسا کہ بطور نمونہ چند مثالیں ابھی دکھلا دیگئی ہیں اور اگر آیندہ بھی آپ اپنی مسانید و صحاح کی مٹی خراب کرینگے تو اسکا بار الزام تمام مسلمانوں کی طرف سے آپ پر قیامت تک رہیگا اور امام نسائی اور بخاری اور ترمذی اور احمد بن حنبل کی روح آپ سے سخت ناراض ہوگی اور میں بھی انشاءاللہ آپکے بزرگ علما کی حمایت کرنے کو تاہی نہ کرونگا۔ آیندہ آپ کو اختیار ہے۔

آخر میں میری یہ بھی گذارش ہے کہ اگر اس طریقہ استدلال سے آپ کو تشفی نہو اور پھر بھی آپ اپنے اخبار کے صفحات انہیں لا طائل مضامین سے رنگنا چاہیں تو آیندہ پرچہ میں مہربانی فرماکر مجکو اس بات سے ضرور مطلع فرمائیں کہ اور کونسا طریقہ استدلال آپ شہادت امام حسین کے ثابت کرنیکے لئے چاہتے ہیں میں انشاء اللہ اسی طریقہ سے آپکو سمجھاؤنگا۔ مہربانی فرماکر میرا یہ چیلنج آپ بھولیں نہیں اور ضرور میری التماس کو توجہ ملاحظہ فرماکر جواب دیں اور نیز یہ کہ دنیا بھر کی اسلامی تاریخوں اور کتب سیر میں سے کس تاریخ اور سیر پر آپکو بڑا اطمینان ہے اسے مہربانی فرماکے تبلا دیجئے تاکہ آیندہ میں اسی تاریخ اور کتاب سیر سے ثابت کر دوں کہ امام حسین شہید ہوئے اور اگر آپنے نہ بتایا تو سب لوگ آپ پر ہنسینگے اور آپ جانتے ہیں یہ مجکو منظور نہیں کہ آپکی ہنسی اڑے۔ لوگ آپ کو برا بھلا کہیں اور میں سنوں۔ اور نیز میں اس کتاب کا بھی بہت مشتاق ہوں جو آپ انکار شہادت سید الشہدا مظلوم کربلا میں لکھ رہے ہیں۔ میرا قلم بہت ہی بیچینی سے اسکے جواب لکھنے کا مشتاق ہے۔ خدا کرے کہیں جلد آپ اسے شایع کر چکیں تاکہ اسکا جواب پہلے میں ہی لکھوں۔

والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً والصلوٰۃ علی محمد و آلہ اجمعین ۵

خیر خواہ اہل اسلام
سید محمد ہارون
زنگی پوری
عفی عنہ

رف یہ امر قابل ذکر رہ گیا ہے کہ ہمنے اس کتاب کو نہایت اعلی درجہ کے
کاغذ پر چھپکی ادنی صفت یہ ہے کہ ہاتھہ لگاؤ تو میلا ہو جائے چھپوایا ہے
ہا ضخامت کے مقابلہ میں اسقدر قلیل قیمت رکھتی ہے کہ ہر شیعہ خرید سکے
صفحہ کی ضخامت قیمت صرف عہ ✣

ح عزا

یہ کتاب مشتمل بمصائب خامس آل عبا متضمن وقایع شہدا طف
کربلا علیہم السلام ہے۔ جناب مولانا و مقتدانا حامی دین
مولوی شیخ حسین بخش صاحب کی تالیفات سے ہے چونکہ جناب ممدوح کو
ے سن شباب سے ذکر مصائب خامس آل عبا شہید طف کربلا امام المشرقین
ہم حسین کا شغل اکثر اوقات رہا کرتا تھا اور وقتاً فوقتاً احادیث و
ستب معتبرہ مثل مقتل ابومخنف اور مجالس مفجعہ میں تصنیفات جناب
لعصر سید آقا حسین صاحب غفرانمآب بیاض فخری ونیز مضامین گریہ
ناسیر قرآن شریف سے اردو میں ترجمہ کرکے فراہم کرتے جاتے تھے
د فراہمی ذخیرہ کثیر مکرر انتخاب مضامین بعینہ فرماکر مطبع ہذا کو بجمیع حقوق
ن فرمایا کمترین پہلی جلد چھاپ چکا تھا کہ مصنف مرحوم نے انتقال فرمایا
دم کا چھاپنا ملتوی کیا گیا جلد اوّل بفضلہ چھاپ دی اور اسکی چھپائی
ثانی میں بھی باوجود کثرت کار حتی الامکان بہت ہی احتیاط کیگئی
ور اس کتاب میں اصح الکتب سے احادیث و روایات انتخاب فرماکے
ف مدظلہ العالی نے درج فرمائے ہیں جو اسقدر مبکی ہیں کہ شروع
سے تا خاتمہ سامعین کو سُننے کی تاب نہیں رہتی اور اکثر یہ التزام
کیا ہے کہ مصائب انبیاء سے روایت کو شروع کیا ہے اور شہدائے
کے مصائب سے تطبیق کرکے ختم کر دیا ہے قیمت علاوہ محصولڈاک

عین البکا یہ کتاب جناب نواب مستطاب سید عطاء اللہ خان صاحب بہادر مرحوم و مغفور اعلی اللہ مقامہ کی تصنیفات سے ہے یہ کتاب چہل مجلس وہ مجلس کے نام بھی مشہور ہے اسمیں یکم محرم سے چہلم تک کی روایات مصنف مرحوم نے درج فرمائی ہیں اور ہر ایک روایت کے بعد نوحہ اور آغاز روایت میں پیش خوانی رقم فرمائی ہے قیمت ۶ ر

بیاض نوحہ جات خورد یہ بیاض نہایت ہی خوش اسلوب تقطیع پر بطور بیاض ۴۳۲ صفحے پر چھپی ہے نہایت عمدہ عمدہ اور چیدہ چیدہ نوحہ جات اسمیں درج کئے گئے ہیں قیمت ۶ روپیہ

اخبار اثنا عشری دہلی کیا ہے؟ مذہب شیعہ کا سچا ارگن مومنین کا ہوا خواہ۔ اہلبیت رسالت کی بے ہوش تقدس بھری تعلیم کا آئینہ۔ افراط تفریط کا بیخ کن۔ مذہب حقہ کی اشاعت میں بدل و جان ساعی۔ نصائح آئمہ علیہم السلام کے مہکتے ہوئے گلدستہ۔ فضائل و مناقب کا لہلہاتا ہوا چمنستان۔ گلزار نظم مدح کا گلچین تعلیمیافتہ بیگمات کا دل خوش کن اور ثواب بخش مشغلہ معترضین کے اعتراضات کو باحسن الوجوہ رد کرنیوالا اور آپکی نگاہ کرم کا امیدوار ہر انگریزی مہینے کی یکم - ۸ - ۱۵ - ۲۳ کو کسی امام کی سوانح عمری یا کوئی دلچسپ ہدیہ ناظرین کرنیکے لئے دہلی کشمیری دروازہ مطبع یوسفی سے نہایت آب و تاب کے ساتھ شایع ہوتا ہے قیمت پیشگی مع رسالانہ وصول ہونے پر جاری کیا جاتا ہے ✦